عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
مُلتان
Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مُسلسل اِشاعت کے 58 سال

جولائی 2021ء | ذوالحج ۱۴۴۲ھ

شمارہ: ۷ جلد: ۲۵

عِیدُالاضحیٰ اور اُس کے مسائِل

اُلجھی گُتھیاں، سُلگتے مسائل

امریکہ کا جراثیمی اسلحہ اور موت کی بارش

قادیانی سلطنت کیلئے حکیم نُورِدین کی مخفی سرگرمیاں

قادیانیوں کی تازہ شرارت جو ناکام بنادی گئی

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

ماہنامہ لولاک ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ: ۷ جلد: ۲۵

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانیؒ
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حافظ محمد یوسف عثمانی	مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا غلام حسین
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486, 0333-8827001

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ النور

الجھتی گتھیاں، سلگتے مسائل	مولانا اللہ وسایا	03

مقالات ومضامین

نعت رسول مقبول ﷺ (منظوم)	مولانا الم مظفرنگری	08
اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم (قسط نمبر16)	الشیخ عبداللہ مسعود/مولانا غلام رسول	09
خلیفہ ثالث امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مولانا عتیق الرحمن	12
فضائل اہل بیتؓ (آخری قسط)	میاں محمد رضوان نفیس	14
فضائل سیدہ حضرت ام سلیمؓ......از مسلم شریف	مولانا محمد شاہد ندیم	18
اورنگ زیب کی بادشاہی میں فقیری	سعید الرحمن الاعظمی	20
امریکہ کا جراثیمی اسلحہ اور موت کی بارش	مولانا اللہ وسایا	24
عید الاضحیٰ اور اس کے احکام	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	26
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	29
حضرت جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات (قسط نمبر02)	مولانا محمد قاسم کراچی	31

شخصیات

مولانا حبیب الرحمن اعظمی کا وصال	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	35
مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری کا وصال	// // //	35
مولانا نور عالم خلیل امینی کا وصال	// // //	36
مولانا ریاض احمد درانی کا وصال	مولانا اللہ وسایا	37
جناب محمد ادریس اپل کا وصال	// //	37
جناب عزیز الرحمن رحمانی کو صدمہ	// //	38
مولانا سیف الدین سیف لاہور	// //	38
حضرت مولانا شاہ محمد لاہور	// //	38
مولانا رشید احمد نور پوری کا وصال	// //	39
چوہدری محمد شفیع چناب نگر کا وصال	// //	41
حافظ محمد ابوبکر شیخ کا وصال	مولانا محمد عابد لاہور	44

ردقادیانیت

قادیانی سلطنت کے لئے حکیم نورالدین کی مخفی سرگرمیاں	حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ	45
قادیانیوں کی تازہ شرارت جو ناکام بنادی گئی	مولانا عبدالعزیز لاشاری	49

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا اللہ وسایا	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

الجھتی گتھیاں ...... سلگتے مسائل

یہ شمارہ ذی الحجہ کا ہے۔ عیدالفطر کے بعد ملک بھر کے دینی مدارس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ گزشتہ سال تو کرونا کے باعث مدارس کی تعلیم کا آغاز ذی الحجہ کی عید کے بعد ہوا تھا۔ اس سال کرونا کی بچت رہی۔ بروقت تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا۔ لیکن اس بار سرکاری سطح پر نصف صدی بعد اس دینی تعلیم کو تقسیم کرنے کی نئی صورت حال سے دوچار کردیا گیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ۱۹۵۹ء میں قائم ہوا تھا۔ غالباً ۱۹۸۲ء میں وفاق المدارس کو سرکاری سطح پر تسلیم کیا گیا۔ اس کی اسناد کو ایم.اے کے برابر درجہ دیا گیا۔ اس کے ساتھ بریلوی حضرات کا وفاق تنظیم المدارس، اہل حدیث حضرات کا وفاق المدارس السّلفیہ، شیعہ مکتب فکر کا وفاق المدارس الشیعہ بھی ساتھ منظور ہوئے۔ بعد میں جماعت اسلامی نے پانچواں وفاق منظور کرالیا۔

پرویزی عہداقتدار میں مدارس پر سرکاری کنٹرول کے سائے گہرے ہونے شروع ہوئے تو ان پانچوں وفاقوں نے مل کر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کا مشترکہ پلیٹ فارم تشکیل دیا کہ مدارس کے حوالہ سے سرکاری مداخلت کے لئے متفقہ موقف اختیار کیا جائے گا۔ یہ حضرات حکومتوں سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمارے وفاقوں کو سرکاری سطح پر امتحانی بورڈ تسلیم کیا جائے لیکن حکومتی موقف تھا کہ یہ پانچوں وفاق ایک ہوں۔ ہم اس ایک کو بورڈ تسلیم کرلیں گے۔ ۱۹۸۲ء سے ۲۰۲۱ء تک گویا انتالیس سال میں صرف پانچ وفاق رہے۔ اب ۲۰۲۱ء میں یکے بعد دیگرے دو ماہ کے عرصہ میں پانچ پہلے، پانچ پھر گویا دس وفاق مزید منظور کر لئے گئے۔

۲۲رمئی ۲۰۲۱ء کو دس بجے مجلس عاملہ اور ۲ بجے مجلس شوریٰ وفاق المدارس کا اجلاس جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد ہوا۔ وفاق کے مرکزی سینئر نائب صدر حضرت مولانا انوارالحق صاحب حقانی نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ مہمان خصوصی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی جب کہ اجلاس کے روح رواں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری تھے۔

اجلاس میں اراکین عاملہ کے علاوہ مزید تیرہ حضرات کو بھی خصوصی دعوت نامہ کے ذریعہ بلایا گیا

تھا۔ جن میں حضرت مولانا قاری محمد یاسین فیصل آباد، مولانا فیض الرحمٰن اسلام آباد، مولانا اشرف علی راولپنڈی، مولانا نعمان نعیم کراچی، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور فقیر راقم بھی شامل تھے۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب نے اجلاس میں پوری تفصیلات سمیت جامع گفتگو کی اور تمام پس منظر واضح طور پر اجلاس کے شرکاء کے سامنے رکھا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب مہتمم جامعۃ الرشید اور مولانا محمد طیب صاحب پنج پیری کو بھی بلایا گیا تھا مگر وہ تشریف نہ لائے۔

اب کے دو ماہ میں جو دس وفاق (بورڈ) بنے ہیں۔ آخری قسط میں پانچ بورڈوں میں سے ایک بورڈ مجمع العلوم اسلامیہ ہے۔ ایک سپاہ صحابہ کے حضرات کا اور ایک مولانا محمد طیب صاحب پنج پیری کا اور ایک اہل حدیث کے جماعۃ الدعوۃ والے حضرات کا، باقی دوسرے مسالک کے حضرات کے ہیں۔ مجمع العلوم اسلامیہ بورڈ کے سربراہ مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب اور اس کے نائب صدر حضرت مولانا نعمان نعیم جامعہ بنوریہ ہیں۔ آپ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ابتدائی کارروائی کے بعد ان کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ جناب مولانا نعمان نعیم نے تفصیل سے بتایا کہ اسناد، ویزہ، دیگر مشکلات کے باعث غیرملکی طلباء کے لئے ہمیں ایسا کرنا ناگزیر ہوگیا تھا۔ اس پر قاری محمد حنیف صاحب نے بتایا کہ سند کی حیثیت جو وفاق کی ہے، نئے بورڈ کی اس سے ممتاز نہیں۔ جہاں تک غیرملکی طلباء کے امتحان اور سند کی بات ہے تو ایک طالب علم ایسا نہیں جس کا جامعہ بنوریہ کے حضرات نے داخلے کا کہا ہو اور اسے داخلہ نہ ملا ہو یا جس نے امتحان دیا ہو اور پاس ہونے کے بعد اسے سند نہ ملی ہو۔ اس سے کہیں زیادہ یہ کہ روٹین سے ہٹ کر بالکل امتحانات کے قریب بھی انہوں نے کوئی داخلہ بھیجا تو اسے استثنائی درجہ میں رکھ کر داخلہ منظور کرلیا گیا۔ جہاں تک غیرملکی طلباء کے ویزوں کا تعلق ہے۔ وہ صرف اس جامعہ کا نہیں، جہاں غیرملکی طلباء داخلہ لیتے ہیں ان سب جامعات کا ہے۔ ان تمام کے لئے وفود بنائے گئے، ملاقاتیں ہوئیں، گورنمنٹ کو یاد دہانیاں کرائی گئیں۔ غرض یہ کہ جو جو ذرائع استعمال کرسکتے تھے کئے گئے۔ ان مسائل کو حل کیا گیا۔ اس کے باوجود اگر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا تو اس میں وفاق کا قصور نہیں۔ حکومت کی پالیسی کا دخل ہے۔ مولانا نعمان نعیم ان تمام باتوں کی تصدیق کریں گے کہ غیرملکی طلباء کے داخلہ وامتحان وویزہ کے لئے جو وفاق نے کوشش کی اس سے زیادہ ممکن نہ تھی۔

اس وضاحت کو پورے اجلاس نے تحسین کے ساتھ دیکھا۔ اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب سے عرض کیا گیا کہ وہ اجلاس کی رہنمائی فرمائیں۔ انہوں نے وضاحت اور صراحت کے ساتھ اعلان کیا کہ وفاق المدارس ہمارے بزرگوں کا قائم کردہ ادارہ ہے۔ اس کے بنانے والوں میں میرے والد صاحب بھی شریک تھے۔ من حیث الجماعت بلامشروط ہم اس کے ساتھ ہیں اور رہیں گے۔ اس اعلان پر تمام اجلاس نے

خیر مقدم اور تحسین کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے بھی جامع گفتگو کی، بعض تحفظات کی نشاندہی کی۔ حضرت قاری صاحب کی وضاحت کے بعد انہوں نے بشاشت قلبی سے وفاق پر اعتماد کا اظہار کیا۔ جب ان سے وضاحت طلب کی گئی کہ پھر آپ نے نیا وفاق کیوں منظور کروایا ہے؟ تو انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ حکومتی بعض حضرات نے کہا کہ آپ کا وفاق منظور کریں؟ میں نے کہا کہ کرلیں، انہوں نے کردیا، تو ہوگیا۔ مجھے تو اس کے نام کا بھی پتہ نہیں۔ بہرحال ہم وفاق کے ساتھ ہیں۔

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے بعد فقیر راقم کو حکم دیا گیا کہ اس صورت حال پر وفاق کی عاملہ کے سامنے اپنی گزارشات پیش کروں تو عاملہ اور شوریٰ کے اجلاس میں جو کہا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

ہمارے چار ادارے ایسے ہیں جن کے متعلق سو فیصد یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ پورے مسلک کے نمائندہ اکابر کی باہمی متفقہ مشاورت اور سوچ کے بعد قائم کئے گئے۔ (۱) تبلیغی جماعت، مہینوں اور سالوں کی باہمی مشاورت کے بعد مظاہر العلوم کے علماء، مشائخ مدرسین پر مشتمل خالصتاً علماء کی پہلی جماعت اس کام کے لئے نکلی تھی۔ (۲) جمعیت علماء اسلام کی تشکیل کے وقت کراچی سے لے کر خیبر تک پورے مسلک کی نمائندگی ملتان کے اجلاس میں موجود تھی۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا پیر خورشید احمد شاہ، مولانا بادشاہ گل، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی ایسے اکابر خطے کے منتخب چنیدہ جہاندیدہ سینکڑوں علماء کی موجودگی میں اجتماعی سوچ اور متفقہ فیصلہ سے جمعیت علماء اسلام کی تشکیل کی گئی۔ (۳) وفاق المدارس تشکیل کے وقت حضرت بنوریؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا محمد علی جالندھریؒ ایسے بیسیوں اکابر نے اجتماعی متفقہ سوچ سے اس پلیٹ فارم کی تشکیل کی۔ (۴) مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل نو کے وقت بھی اڑھائی تین سو کے لگ بھگ علماء مشائخ کے جو اس خطے میں اس وقت سب سے بہتر لوگ تھے، ان حضرات نے باہمی متفقہ اجتماعی سوچ کے ساتھ حضرت امیر شریعتؒ کے وصال کے بعد اس کام کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔

اب ان حالات میں ان چاروں اداروں کو بعض نادیدہ قوتوں نے مضمحل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

آپ حضرات غور کریں کہ تبلیغی جماعت کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ایسی ہیجان کی کیفیت ہے کہ لرزتی زبان سے کچھ کہنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ نامعلوم آگے کیا کچھ ہونے والا ہے۔

اسی طرح جمعیت علمائے اسلام کو بھی تقسیم کیا گیا۔ جس نادیدہ قوت نے تبلیغی جماعت کو ٹکڑے کیا

اسی قوت نے جمعیت علمائے اسلام کے بخرے کئے، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقابلہ میں بھی نوجوانوں کے ایک گروہ کو آگے لایا گیا۔انہوں نے جہاں ہمارا کام نہیں تھا، وہاں کام کرنے کی بجائے کام کا ڈول وہاں ڈالا جہاں پہلے کام ہورہا تھا۔ساتھیوں کو توڑنا، جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا، ہمارے کام کی نفی کرنا، کیڑے نکالنا، غلط بیانی دھوکہ دہی کے وہ وہ نئے طریقے اپنائے گئے کہ توبہ بھلی ان کو بھی اسی نادیدہ قوت کی پذیرائی کا شرف حاصل ہے۔تبلیغی جماعت، جمعیۃ علماء اسلام، ختم نبوت کے بعد اب چوتھے متفقہ دیوبندی مسلک کے اہم پلیٹ فارم وفاق کی باری تھی۔ بلاخوف تردید، علیٰ رؤس الاشہاد یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس نادیدہ قوت کی ستم ظریفی، چابک دستی، گہری چال اور خوفناک ابال کے اتار چڑھاؤ ہیں۔ وفاق المدارس مبارک باد کا مستحق ہے کہ انہوں نے آج پورے مسلک کو یہاں غور وفکر کے لئے جمع کیا ہے۔جن قوتوں نے جن حضرات کے ذریعہ یہ کام کیا اب وہ حضرات آپ کے سمجھانے پر واپس بھی آنا چاہیں تو یہ نادیدہ قوتیں انہیں واپس نہیں آنے دیں گی۔غور فرمائیں کہ دو وفاق ایسے نئے تشکیل دیئے کہ ان کی جماعتیں خلاف قانون ہیں اور ان کے وفاق سرکاری طور پر منظور ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہے۔

جن حضرات نے تبلیغی جماعت کونشانے پر رکھا ابھی وہ مزید اس نقشہ میں رنگ بھریں گے۔خوفناک طوفان کا اندیشہ ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے سنہری فیصلہ کیا کہ جن حضرات کو نادیدہ قوتیں آگے لائیں۔ان حضرات کا جمعیۃ نے ورقہ پھاڑ کر اپنی یادداشت سے ایسے علیحدہ کردیا کہ قصہ ہی تمام ہوا۔

ختم نبوت نے بھی ان نوعمروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔ جب ہم اپنا ہاتھ روک لیں گے تو وہ اپنی رانوں یا چھاتیوں کو پیٹیں تو ان کی مرضی ورنہ تالی بجانے کے قابل ان کو نہیں چھوڑا۔اب جس قوت نے وفاق المدارس کو کمزور کیا ہے، ان کے ساتھ کس طرح نمٹنا ہے، یہ فیصلہ آپ حضرات کے کرنے کا ہے۔

ان گزارشات کے بعد تمام مندوب اجلاس سے باہر چلے گئے۔صرف عاملہ کے اراکین نے باہمی تفصیلی اورطویل مشاورت کے بعد فیصلے کئے۔اسی روز ظہر کی نماز کے بعد جامعہ اشرفیہ کی جامع مسجد الحسن میں وفاق کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔اس میں بھی اعزازی طور پر شوریٰ کے علاوہ بعض اور ذمہ داران کو بھی شریک اجلاس کیا گیا۔

اجلاس کے اسٹیج سیکرٹری مولانا قاضی عبدالرشید تھے۔تفصیلی خطاب اور فیصلوں کا اعلان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کیا۔اجلاس کا آخری خطاب، ہدایات اور دعا شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی نے کی۔جب کہ خطبہ صدارت اور میزبانی کے فرائض حضرت مولانا فضل الرحیم نے سرانجام دیئے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا کہ متفقہ فیصلہ یہی ہوا ہے کہ جن حضرات نے نئے بورڈ بنوائے ہیں، یا جو اس کا حصہ ہیں۔ انہوں نے اپنے عمل سے خود کو وفاق المدارس سے علیحدہ کر لیا ہے۔ اس لئے اب ان کا وفاق سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ آئندہ ان کے ساتھ جو الحاق کرے گا وہ وفاق کا حصہ نہ ہو گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان علیحدہ ہونے والے حضرات کے احترام میں فرق نہ آنا چاہئے۔ کوئی اختلاف کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ بالکل آپ بھول جائیں کہ کچھ ہوا ہے۔ اپنا کام جاری رکھیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کچھ بھی نہ ہوگا۔ اگر آپ الجھیں گے تو جو قوتیں آپ کی طاقت کو کمزور کرنا چاہتی ہیں، ان کی مراد بر آئے گی۔ آپ بالکل ان کو اپنا مقابل نہ سمجھیں۔

اگلے دن ۲۳ رمئی کو اسلام آباد میں وفاق المدارس کی عاملہ، جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نمائندگان کا مشترکہ غیر رسمی اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت اور میزبانی کے فرائض حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے انجام دیئے۔ آپ نے آنے والے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری نے وفاق کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ فقیر راقم نے عاجزانہ چھوٹی سی تجویز دی کہ جمعیت علماء اسلام، وفاق المدارس اور ختم نبوت کو تمام مشترکہ کاموں میں ایسے طور پر باہمی تعاون کے لئے ایک دوسرے کے شانہ بشانہ ہونا چاہئے کہ جس سے دوست دشمن یہ سمجھے کہ یہ سب دینی مشترکہ مقاصد کے لئے ایک ہیں۔ الحمدللہ! تمام حضرات نے اس کی تحسین فرمائی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ پی.ٹی.آئی کے صوبائی رکن اسمبلی جناب نذیر چوہان نے وزیراعظم کے مشیر شہزاد اکبر پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں۔ شہزاد اکبر نے پرچہ درج کرا دیا ہے۔ چوہان صاحب گرفتاری کے لئے تھانہ گئے لیکن تھانہ والوں نے گرفتار نہ کیا۔ شہزاد اکبر صاحب فرماتے ہیں کہ میں ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان رکھتا ہوں۔ اس تلخ نوائی میں مجلس تحفظ ختم نبوت فریق نہیں ہے لیکن جناب شہزاد اکبر صاحب سے کہے بغیر چارہ بھی نہیں کہ جس شخص پر قادیانی ہونے کا الزام عائد ہو تو مسلمان ہونے کے لئے ختم نبوت کا اقرار کافی نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے کفر کا بھی صراحۃً اعلان کرنا ضروری ہے۔ آپ اعلان کریں کہ: ''میں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو شریعت اور آئین کے مطابق کافر سمجھتا ہوں'' تو اس سے نہ صرف الزامات کی صفائی ہوگی بلکہ ان الزامات کی جڑ تک کٹ جائے گی۔ پھر کوئی اس طرح کا آپ پر الزام لگائے گا تو امت آپ کی طرف سے صفائی کے لئے کمربستہ ہوگی۔ سیدھے راستے چلنا، مسلمان کی شان ہے۔ امید ہے کہ توجہ کی جائے گی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مولانا الم مظفرنگری

برستے ہیں یہاں جلوے الم شام وسحر کتنے
فضائے وادی بطحا میں ہیں شمس وقمر کتنے

در احمد کا ہر ذرّہ ہے سجدہ[1] گاہ دو عالم
خدا جانے یہاں جھکتے ہیں صبح وشام سر کتنے

خدا رکھے یوں ہی قائم مرے ذوق تماشا کو
تڑپ کر جلوے آجاتے ہیں تا حد نظر کتنے

مجھے عشق نبیؐ میں کیا ضرورت لعل وگوہر کی
سر دامن لئے ہوں لخت دل لخت جگر کتنے

کہاں پہنچا ہے لے کر فیض معراج نبوت کا
حریم ناز تک اڑنے لگے بے بال وپر کتنے

یہاں آدمؑ بھی ہیں یوسفؑ بھی ہیں موسیٰؑ وعیسیٰؑ بھی
سلامی محفل اقدس میں ہیں پیغامبر کتنے

اٹھایا آپؐ نے جب پردہ روئے حق وباطل سے
بڑھے لبیک کہہ کر جانب حق دیدہ ور کتنے

لئے بیٹھے ہیں آنکھوں میں ہزاروں طور کے جلوے
ہیں ان کے عاشقوں میں صاحب تاب نظر کتنے

ازل سے ہم سفر منزل بمنزل دیکھتا ہوں میں
کسی کی جستجو میں قافلے گرم سفر کتنے

دکھا کر معجزے عالم کو زلف وروئے احمد نے
کئے آفاق میں پیدا نئے شام وسحر کتنے

خرام ناز نے کس کے شب اسریٰ یہ گل کترے
نظر آتے ہیں نقش پا جبین عرش پر کتنے

کہوں کیونکر نہ تم کو یا محمد ضامن ہستی
سنوارے قصر دو عالم کے تم نے بام ودر کتنے

الم یہ واقعہ ہے نعت کہنے کے لئے تم کو
دیئے ہیں منشیٔ تقدیر نے علم وہنر کتنے

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند اگست ۱۹۶۵ء)

[1] امت محمدیہ کو جو نبی کریم ﷺ سے عقیدت ہے، شاعر نے اپنے شعر میں اس کا اظہار کیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ غیراللہ کے لئے سجدہ حرام ہے۔

اہمیۃ محبۃ النّبی ﷺ فی حیاۃ المسلم

قسط نمبر 16: مصنف: الشیخ عبداللہ مسعود: ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

فوائد: ا...... اس واقعہ سے ایک تو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر چار علامتیں معلوم ہوئیں:
پہلی علامت: آنحضرت ﷺ کا حضرت انسؓ سے یہ فرمانا کہ کیا تمہیں ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے؟ اور ان کا جواب میں ہاں کہنا۔ دوسری علامت: آنحضرت ﷺ کا حضرت انسؓ سے یہ فرمانا کہ کیا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ اور ان کا جواب میں ہاں کہنا۔ تیسری علامت: اور آنحضرت ﷺ کا اپنے اصحاب کو لے کر جانا۔ چوتھی علامت: اور کھانے کا آنحضرت ﷺ کی دعا و برکت سے بڑھ جانا۔

۲...... اس واقعہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرات صحابۂ کرامؓ آپ ﷺ کے احوال پر نظر رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا رنج و غم حضرات صحابہ کرامؓ کو بہت ہی ناگوار ہوتا تھا اس لئے فوراً اس کا مداوا کرتے تھے۔

۳...... اس واقعہ سے ہدیہ کا بھیجنا مستحب معلوم ہوتا ہے اگرچہ ''مبعوث الیہ'' کی عظمت کے لحاظ سے قلیل شی ہی کیوں نہ ہو؟

۴...... اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معلّم خیر، استاذ اور عالمِ دین کے لئے مسجد میں بیٹھنا اور تعلیم و تعلّم کرنا مستحب ہے۔

۵...... نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ میزبان کے لئے اپنے گھر سے نکل کر اور آگے بڑھ کر مہمانوں کا استقبال کرنا مستحب ہے۔

۶...... حضرت اُم سلیمؓ کا اللّٰہ و رسولہ اعلم کہنا اور ابوطلحہؓ کو اطمینان دلانا ان کی دین داری، دانش مندی اور قوت یقین، اور ان کی منقبتِ عظیمہ کی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہیں آنحضرت ﷺ اور جماعتِ صحابہؓ کے آنے سے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوئی۔ درحقیقت یہ بھی فیضِ رسالت ﷺ کا اعجاز ہی تھا کہ اس زمانے میں ایک عورت ہمارے زمانے کے بہت سے مردوں سے بھی زیادہ یقین و ایمان کی قوت رکھتی تھی۔

۷...... اس واقعہ سے روٹی کے ٹکڑے کر کے شوربے میں ڈالنا اور ثرید بنا کر کھانا مستحب معلوم ہوتا ہے۔

۸...... سب سے اہم یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اپنے اصحابؓ کی کتنی فکر رہتی تھی؟ جیسا کہ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے تنہا کھانا تناول نہیں فرمایا بلکہ سب سے پہلے اپنے اصحابؓ کو کھلایا۔

۹...... اس واقعہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ عظیم معجزہ بھی ثابت ہوا کہ تقریباً اسّی آدمیوں نے کھانے کی تھوڑی مقدار سے کھانا کھایا اور پھر بھی بچا رہا۔

امر چہارم: آنحضرت ﷺ کا اپنے اصحابؓ کی فکر کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ اور دودھ کا پیالہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ اس وقت ہماری حالتیں دیکھتے کہ ہم میں سے بعضوں کو کئی کئی وقت تک اتنا کھانا نہیں ملتا تھا جس سے کمر سیدھی ہو سکے۔ میں بھوک کی وجہ سے جگر کو زمین سے چمٹا دیتا اور کبھی پیٹ کے بل پڑا رہتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک مرتبہ میں راستہ میں بیٹھ گیا جہاں حضرات صحابہ کرامؓ کی آمد و رفت کا راستہ تھا۔ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ گزرے میں نے ان سے کوئی بات پوچھنا شروع کر دی خیال تھا کہ یہ بات کرتے ہوئے گھر تک لے جائیں گے اور پھر عادت شریفہ کے موافق جو موجود ہوگا اس میں تواضع ہی فرمائیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا (غالباً ذہن منتقل نہیں ہوا یا اپنے گھر کا حال معلوم ہوگا کہ وہاں بھی کچھ نہیں)۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے، ان کے ساتھ بھی یہی صورت پیش آئی۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میری حالت اور غرض سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا! ابو ہریرہؓ میرے ساتھ آؤ! میں ساتھ ہو لیا، حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے، میں ساتھ اندر حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا، گھر میں ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا جو خدمت اقدس میں پیش کیا گیا، دریافت فرمایا کہ کہاں سے آیا ہے، عرض کیا! فلاں جگہ سے حضور ﷺ کے لئے ہدیہ میں آیا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ جاؤ، اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ اہل صفہ اسلام کے مہمان شمار ہوتے تھے، یہ وہ لوگ تھے جن کے نہ گھر تھا نہ در نہ ٹھکانہ، نہ کھانے کا کوئی مستقل انتظام، ان حضرات کی مقدار کم و بیش ہوتی رہتی تھی مگر اس قصہ کے وقت ستر تھی۔ حضور ﷺ کا معمول مبارک یہ بھی تھا کہ ان میں سے دو دو چار چار کو کسی کھاتے پیتے صحابی کا کبھی کبھی مہمان بنا دیتے اور خود اپنا معمول یہ تھا کہ کہیں سے صدقہ آتا تو ان لوگوں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں شرکت نہ فرماتے اور کہیں سے ہدیہ آتا تو ان کے ساتھ حضور اقدس ﷺ خود بھی اس میں شرکت فرماتے۔ حضور ﷺ نے بلانے کا حکم دیا مجھے گراں تو ہوا کہ اس دودھ کی مقدار ہی کیا ہے جس پر سب کو بلا لاؤں۔ سب کا کیا بھلا ہوگا، ایک آدمی کو بھی مشکل سے کافی ہوگا اور پھر بلانے کے بعد مجھ ہی کو پلانے کا حکم ہوگا اس لئے نمبر بھی اخیر میں آئے گا جس میں بچے گا بھی نہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر چارہ ہی کیا تھا۔ میں گیا اور سب کو بلا لایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لے ان کو پلا۔ میں ایک شخص کے پیالہ حوالہ کرتا اور وہ خوب سیر ہو کر پیتا اور پیالہ مجھے واپس دیتا۔ اسی طرح سب کو پلایا اور سب

سیر ہو گئے۔ تو حضور ﷺ نے پیالہ دستِ مبارک میں لے کر مجھے دیکھا اور تبسّم فرمایا، پھر فرمایا کہ بس اب تو میں اور تُو ہی باقی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بے شک۔ فرمایا کہ لے پی! میں نے پیا۔ ارشاد فرمایا: اور پی! میں نے اور پیا۔ بالآخر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اب میں نہیں پی سکتا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے سب کا بچا ہوا خود نوش فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی بھوک میں حالت: حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ کتّان کے کپڑے میں ناک صاف کر کے فرمانے لگے، کیا کہنے ابو ہریرہؓ کے آج کتّان کے کپڑے میں ناک صاف کرتا ہے۔ حالانکہ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب حضور اقدس ﷺ کے منبر اور حجرہ کے درمیان بے ہوش پڑا ہوا ہوتا تھا اور لوگ مجنون سمجھ کر پاؤں سے گردن دباتے تھے حالانکہ جنون نہیں تھا بلکہ بھوک تھی۔

فائدہ: یعنی بھوک کی وجہ سے کئی کئی روز کا فاقہ ہو جاتا تھا، بے ہوشی ہو جاتی تھی اور لوگ سمجھتے تھے کہ جنون ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں مجنون کا علاج گردن کو پاؤں سے دبانے سے کیا جاتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ بڑے صابر اور قانع لوگوں میں سے تھے۔ کئی کئی وقت فاقہ میں گزر جاتے تھے۔ حضور ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فتوحات فرمائیں تو ان پر تونگری آئی۔ اس کے ساتھ ہی بڑے عابد تھے۔ ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں بھری رہتیں اس پر تسبیح پڑھا کرتے۔ جب وہ ساری خالی ہو جاتی تو باندی اس کو پھر بھر کر پاس رکھ دیتی۔ ان کا یہ بھی معمول تھا کہ خود اور بیوی اور خادم تین آدمی رات کے تین حصے کر لیتے اور نمبر وار ایک شخص تینوں میں سے عبادت میں مشغول رہتا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

امام احمد بن حنبلؒ ربیع الاوّل ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، وہ خالص عربی النسل اور قبیلۂ شیبان میں سے تھے۔ صبر و ہمت اور استقامت و عزیمت اس قبیلہ کے تاریخی خصائص میں سے ہے۔ ان کے دادا حنبل بن ہلال بصرہ سے خراسان منتقل ہو گئے۔ اموی حکومت میں وہ علاقہ سرخس کے حاکم بھی تھے۔ لیکن جب عباسیوں نے اہل بیت اور بنی ہاشم کے نام سے خراسان میں اپنی دعوت پھیلائی تو وہ اس دعوت کے ہمدردوں اور کارکنوں میں تھے۔ امام احمد کی ماں مرو سے بغداد آئیں تو وہ پیٹ میں تھے، ولادت سے پہلے ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ ماں نے بڑی ہمت اور حوصلہ مندی سے پرورش کی، گزر اوقات کے لئے برائے نام ایک جائیداد تھی۔ ان حالات نے ان میں تحمل و جفاکشی اور عزم و اعتماد علی النفس کی صفات پیدا کر دیں۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا۔

(دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۱۰۸)

خلیفہ ثالث امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنیؓ

مولانا عتیق الرحمٰن

آپ کا نام عثمانؓ ہے اور آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپ کے والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروئی تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں رسول خدا ﷺ سے ملتا ہے۔ گویا حضرت عثمانؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت قریب کی قرابت رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چھ برس بعد اور ہجرت نبوی سے ۴۷ سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

مختصر حالات زندگی

آپ کے بچپن اور جوانی کے حالات پردہ خفا میں ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جوانی میں کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ کے دل میں شروع دن سے ہی لوگوں کے لئے خیر خواہی اور ہمدردی صلہ رحمی کا جذبہ موجود تھا۔ آپ ضرورت کے موقع پر اپنے مال سے بھی لوگوں کے ساتھ تعاون کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کا شمار دور جاہلیت کے ان چند لوگوں میں سے ہوتا تھا جو اپنی شرافت اور نیک نامی اور ایمان داری کی وجہ سے سب لوگوں میں محبوب اور مقبول تھے۔ جب گھر گھر بتوں کی پوجا ہو رہی تھی آپ نے کسی بت کے آگے سر نہیں جھکایا اور نہ کسی بت کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ اسی طرح عرب کے لوگ بڑے فخر سے شراب کی محفلیں سجایا کرتے تھے اور جو لوگ ان میں شریک نہ ہوتے تھے ان پر طعن کیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔

آپ کا قبول اسلام

حضرت عثمانؓ ۳۵ سال کے تھے جب فاران کی چوٹیوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ اور حضور ﷺ کی رسالت کی خبر آپ کے کانوں میں پہنچی تو آپ کے دل میں اسلام کی محبت گھر کرنے لگی اور بے چین رہنے لگے اس بات کا ذکر آپ نے اپنے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیا تو انہوں نے آپ کی ملاقات حضور ﷺ سے کرادی آپ علیہ السلام نے آپ کو دعوت اسلام دی اور آپ نے اسی مجلس میں ہی حضور ﷺ کے دست مبارک میں ہاتھ دے کر ہمیشہ کے لئے آپ کی غلامی کا شرف حاصل کرلیا۔ آپؓ کے اپنے بیان کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا نمبر چوتھا تھا۔

آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کا نکاح ان کے

ساتھ کردیا۔ جب کفار مکہ کی اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ایذارسانیاں حد سے بڑھیں تو آپ سیدہ رقیہؓ کے ساتھ ہجرت کر کے ملک حبشہ چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم وحضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ جب حضرت سیدہ رقیہؓ کی وفات ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ میں اس کی بہن ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کردوں اور آپؐ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کردیا۔ اور جب حضرت ام کلثومؓ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے کردیتا۔

خلافت وشہادت

حضرت عثمانؓ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں ان کے مشیر تھے اور افتاء کی خدمت بھی انہی کے ذمہ تھی۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی وہ مجلس شوریٰ کے ممتاز ارکان میں شامل رہے۔ جب حضرت عمرؓ دشمن کے حملہ سے شدید زخمی ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے بعد کس کو جانشینی سپرد کی جائے تو آپ نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ کرامؓ کے نام ذکر کیے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ جب یہ حضرات مشاورت کے لئے جمع ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ ہم اس معاملے کو تین حضرات کے سپرد کر کے دستبردار ہوتے ہیں۔ اس طرح معاملہ صرف حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کے سپرد ہوا۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰنؓ بھی دستبردار ہوگئے اور باقی دو حضرات سے کہا کہ اس امر کو مجھ پر چھوڑ دو۔ آپ نے مسلسل تین دن تک خلافت کے امیدواروں اور اہل الرائے اور لشکروں کے سپہ سالاروں سے مشورہ کیا۔ سب نے یہی کہا کہ حضرت عثمانؓ ہی کو خلیفہ بنایا جائے۔ اس کے بعد آپ مسجد نبوی ﷺ میں آئے اور تقریر فرمائی اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کردیا اور بیعت کی۔ آپ کی خلافت میں عظیم الشان فتوحات ہوئیں۔

نصف عرصہ خلافت کے بعد آپ کے خلاف بے بنیاد الزامات شروع ہوگئے جو بڑھتے ہی چلے گئے۔ جو آپ کی نرم دلی کی وجہ سے نہ رک سکے اور بالآخر ۳۵ھ کے آخر میں باغیوں نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا اور آپ کے گھر کو آگ لگادی اور آپ کا پانی بند کردیا۔ آپ ان کو وعظ ونصیحت کرتے رہے لیکن ان پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ۱۸ ذوالحجہ یوم الجمعہ ۳۵ھ کو آپ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کردیا گیا۔ آپ کی میت کو اٹھانے والوں میں حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت جبیر بن مطعمؓ شامل تھے۔ آپ کو البقیع کی مشرقی جانب حش کوکب میں سپرد خاک کیا گیا۔

فضائل اہل بیتؓ

آخری حصہ

میاں محمد رضوان نفیس

کچھ لوگ یہ غلط فکر پھیلا کر کہ ’’اھل بیت ‘‘ گھر والی یعنی بیوی کو کہتے ہیں عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ’’اھل اور اھل بیت‘‘ کے معنی تو عربی کتب لغت میں دیکھ لیں۔ اگر لسان العرب وغیرہ ضخیم لغات تک ان کی دسترس نہ ہو تو ابن الاثیر (متوفی ۶۰۶ھ) کی ’’النهایه فی غریب الحدیث و الاثر ‘‘میں لفظ ’’عترۃ‘‘ کے تحت ’’اھل بیت ‘‘ کے معنی دیکھتے تو ان کو نظر آتا ’’عترت‘‘ کے معنی حضور ﷺ کے قریبی خاندان والے ہیں، اور وہ آپ ﷺ کی اولاد اور حضرت علیؓ اور ان کی اولاد ہیں: ’’والمشهور والمعروف ان عترته الذین حرمت علیهم الزکاۃ ‘‘مشہور و معروف بات یہ ہے کہ عترت یعنی اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے (یعنی بنی ہاشم) (النہایہ ۳/۱۶۱)

جس طرح ابن الاثیر نے اھل بیت کے مختلف معنی بیان کئے ہیں اسی طرح بارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی بے نظیر عالم محمد اعلیٰ فاروقی تھانویؒ نے اپنی انسائیکلوپیڈیائی اصطلاحات موسوم بہ ’’کشاف اصطلاحات الفنون ‘‘میں، ’’اھل و اھل بیت ‘‘ کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے اس کے معنی بیوی اور اولاد دونوں لکھے ہیں، اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد شیبانی سے اھل بیت کے یہ معنی نقل کئے ہیں، جس کسی کی بھی کوئی اعالت کرتا ہے یعنی جن کے مصارف برداشت کرنا اس کے فرائض میں ہے (ضرورت پڑنے پر حسب توفیق) جیسے اس کی بیوی، اولاد، بھائی، چچا، غیر بچہ جو اس کے گھر میں کھاتا پیتا ہے یہ سب اس کے اھل بیت میں شامل ہیں۔ (کشاف ’’اصطلاحات الفنون‘‘، ۱/۱۲۵)

مصری عربی اکیڈمی کی معجم الفاظ القرآن الکریم یہ ضخیم قرآنی لغت جس کا حوالہ ہم پہلے بھی دے چکے ہیں، اس کو بیسویں صدی میں مصر و شام وغیرہ کے انتہائی اعلیٰ پایہ کے ماہرین لغت وعلماء نے تصنیف کیا ہے اس میں قرآن میں واقع لفظ ’’اھل بیت ‘‘(سورہ ہود) کے معنی کے ضمن میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابراہیم ◆ کا خاندان ہے۔ اس کی مزید شہادت امام قرطبیؒ کی تفسیر سے ملتی ہے جو اس آیت تطہیر کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ’’اس میں علیؓ، فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ شامل ہیں، اگر یہ آیت صرف ازواج مطہراتؓ کے لئے ہوتی تو یہاں ’’عنکم‘‘ اور ’’یطھرکم‘‘ کی بجائے ’’عنکن و یطھرکن ‘‘ ہوتا اور پھر آگے چل کر وہ کہتے ہیں:

’’والذی یظہر من الآیۃ انہا عامۃ فی جمیع اہل البیت من الازواج وغیرہم، وانما قال:’’ویطہرکم‘‘ لأن رسول اللّٰہ ﷺ و علیاً وحسناً و حسیناً کان فیہم، واذا اجتمع المذکر والمونث غلب المذکر‘‘ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۸۳)

جو بات آیت سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیت تمام اہل بیت کے لئے عام ہے، جس کے مفہوم میں ازواج مطہرات اور دیگر شامل ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ’’ویطھرکم‘‘ اس لئے فرمایا ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ، علیؓ اور حسنؓ وحسینؓ شامل ہیں اور (قاعدہ نحوی کے مطابق) جب مذکر اور مونث ایک ساتھ آتے ہیں تو (صیغۃ) مذکر کو ترجیح دی جاتی ہے۔

خدا کرے یہ چند لطیف نکات ان لوگوں کی سمجھ میں آجائیں اور وہ اہل بیتؓ کی مخالفت اور دشمنی سے توبہ کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی سچی غلامی اختیار کرلیں۔ ہمارے پیرومرشد قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے: صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ دونوں کی محبت جزوِ ایمان ہے، جو شخص اس عقیدہ سے متصف نہ ہو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

ان لوگوں کی اہل بیتؓ کی مخالفت کا ایک ہتھکنڈہ یہ ڈراوا بھی ہے کہ ’’اگر اہل بیتؓ کا ذکر کیا جائے گا تو رافضیت کو فروغ ہوگا‘‘ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے، ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ اور قرآن پاک کی صاف صراحت ہے کہ:’’وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی: النجم: ۳،۴ ‘‘اور (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

یعنی اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ پاک کے حکم ہی سے بولتے ہیں، آپ ﷺ نے اپنے اہل بیت اطہارؓ کے حق میں جتنی تاکید فرمائی ہے اس کا اندازہ کتب حدیث دیکھنے سے ہو جاتا ہے۔ تو کیا ان لوگوں کی فکر کے نتیجے کے طور پر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ نعوذ باللہ رافضیت اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ نے پھیلائی ہے۔ فیضی نے اس کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

غافل نیم زراہ، ولے آہ چارہ نیست — زیں رہزنان کہ بر دل آگاہ می زنند

ہم عشق کی راہ سے بے خبر نہیں ہیں لیکن افسوس ان رہزنانِ غم سے کیسے بچیں جو بڑے بڑے بیدار مغز لوگوں کے دلوں پر بھی حملہ آور ہو جاتے ہیں۔

یہ لوگ ہمارے سیدھے سادھے حضرات کو ایک اور انتہائی خطرناک نفسیاتی طریقے سے دھوکہ دیتے ہیں کہ ’’اہل بیتؓ کا علیحدہ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے صحابہؓ کا ذکر کرو اُسی میں اہل بیتؓ کا بھی تذکرہ ہو جائے گا۔‘‘ علم وفکر کے ان مفلسوں کو کوئی کیسے یہ بتائے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تو اپنے صحابہؓ اور

اہل بیتؓ کے فضائل ومناقب علیحدہ علیحدہ بیان فرمائے ہیں اور اسی بناء پر محدثین کرامؒ نے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کے مناقب کے ابواب بھی علیحدہ علیحدہ قائم کئے ہیں اور پھر ساڑھے چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ساری اُمت نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی محبت کو حرز جاں بنائے رکھا ہے۔ اگر صحابہؓ کے ذکر میں ضمناً اہل بیتؓ کا ذکر کافی ہوتا تو احادیث میں یہ علیحدہ کیوں کیا گیا؟ بات یہ ہے کہ اہل بیتؓ کی محبت اصل میں حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہے، اسی لئے ہمارے پیرومرشد فرمایا کرتے تھے کہ:

صحابہ کرامؓ وراہل بیت عظامؓ میں سے جس کو جو بھی شرف حاصل ہے وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کی نسبت سے ہے۔ اس لئے سب کو حضور ﷺ کی آنکھ سے دیکھو۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہؓ اوران کی اولاد کی ایذاء و اہانت اوران سے بغض وعداوت خود رسول ﷺ کی ایذاء واہانت اور آپ ﷺ سے بغض کا موجب ہے۔ (تکمیل الایمان: ص:۷۱)

ان لوگوں کا سارا زور حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی بے ادبی اور گستاخی پر خرچ ہوتا ہے، مگر یہ لوگ گفتگو اس طرح ادب سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سننے والا یوں سمجھے کہ یہ اہل بیتؓ کے بہت بڑے محب ہیں، اور اگر سامع ذرا سی توجہ ان کے الفاظ کے ہیر پھیر پر کرے اور اللہ پاک کی مہربانی شامل حال ہو تو ان کا سارا مکروفریب کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ ہماری اپنے دوستوں بزرگوں سے بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ ایسے لوگوں سے خبردار اور ہوشیار رہیں اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل بیتؓ سے بغض وعداوت رکھنے پر سخت وعید فرمائی جیسا کہ روایات سے یہ بات ثابت ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جو ہم اہل بیتؓ سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔‘‘ (جواھر العقدین، المسند، للدیلمی)

ایک حدیث شریف میں یہاں تک آیا ہے کہ: اگر کوئی شخص مقام ابراہیم اور رکن کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھے اور روزے رکھے لیکن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ اہل بیتؓ سے بغض رکھتا ہو تو آگ میں داخل ہوگا۔ (المستدرک للحاکم، مجمع الزوائد، حیاۃ الصحابہ، اِستجلاب للسخاوی)

حضرت زید بن ارقمؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں اپنے اہل بیتؓ کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرتا ہوں، میں اپنے اہل بیتؓ کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرتا ہوں، میں اپنے اہل بیتؓ کے بارے میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم ۲۴۰۸)

امام قرطبی اس حدیث پاک کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اس وصیت نبوی اور آپ ﷺ کی بار بار تاکید کا واجبی تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیتؓ سے محبت اور ان کی توقیر کی جائے، بلکہ یہ ایک فرض ہے جسے چھوڑنے والے کا کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ (فیض القدیر/المناوی:۳،۱۴:۳۰)

ہم اپنے حریم دل میں جھانک کر دیکھیں اگر اس دل میں اہل بیتؓ کی محبت نہیں پاتے تو ہم یقین کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہماری محبت بھی محض فریب نفس ہے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھیں کہ آپ ﷺ کا پسینہ آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی، آپ ﷺ کے موئے مبارک حتیٰ کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن بھی انہیں عزیز تھا۔ پھر آہ صد ہزار آہ! حرماں اگر کوئی اپنا سینہ اہل بیت اطہارؓ کی محبت و تعظیم سے خالی پاتا ہے یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے۔ حضور ﷺ کی محبت اگر ہمارے رگ و پے میں اتر جائے تو ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کا بھی ادب کیا جائے۔

ہمیں چاہئے کہ اپنے قلوب واذہان کو اہل بیت عظامؓ وصحابہ کرامؓ کی محبت وعقیدت سے سرشار رکھیں میرے پیرو مرشد فرمایا کرتے تھے کہ: ''رقیبوں کے ڈر سے حبیبوں کو نہیں چھوڑا جاتا''

اور مزید فرماتے کہ: ''جس جہنم میں صحابہؓ کا گستاخ جائے گا اُسی میں اہل بیتؓ کا گستاخ بھی جائے گا اور اہل بیتؓ کو تو دوہرا شرف حاصل ہے کیونکہ یہ اہل بیتؓ بھی ہیں اور صحابہؓ بھی۔''

حضرت مجدد الف ثانی، جن کا رد رافضیت پر عہد ساز کام ہے، وہ فرماتے ہیں: ''میں نے بارہا اپنے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اہل بیت کرامؓ کی محبت کو ایمان کی حفاظت اور حسن خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ جب والد صاحب پر نزع کے آثار شروع ہوئے تو میں نے یہ بات آپ کو یاد دلائی تو آپ نے فرمایا:

''الحمد للہ و المنہ'' کہ میں اس محبت سے سرشار اور اس دریائے احسان میں غرق ہوں۔''

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ)

مولانا شجاع آبادی صاحب کا دو روزہ دورہ ٹوبہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کے زیر اہتمام ۲۹،۳۰ مئی ۲۰۲۱ء کو مختلف مقامات پر پروگرام منعقد ہوئے۔ مرکزی جامع مسجد چک نمبر ۳۲۵ ج ب دلم میں بعد نماز فجر درس قرآن، جامع مسجد خضراء، نیو اسلام پورہ میں دن دس بجے بیان اور جامع مسجد بلال غلہ منڈی میں علماء کرام کا اجلاس بعنوان تحفظ ناموس رسالت اور یورپین پارلیمنٹ کے قوانین منعقد ہوا۔ عالمی مجلس ضلع ٹوبہ کی سالانہ کارگزاری بھی علماء کرام کو سنائی گئی۔

فضائل سیدہ حضرت ام سلیمؓ از مسلم شریف

مولانا محمد شاہد ندیم

۱...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات اور حضرت ام سلیمؓ کے علاوہ کسی کے ہاں نہیں جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان پر بڑا رحم آتا ہے۔ ان کا بھائی میرے ساتھ مارا گیا۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۹۱)

(امام نوویؒ فرماتے ہیں ام حرامؓ اور ام سلیمؓ دونوں بہنیں ہیں اور دونوں آپ ﷺ کی رضاعی خالہ ہیں)

۲...... حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کسی کے چلنے کی آواز سنی۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ وہاں والوں نے مجھے بتایا کہ یہ غمیصاء بنت ملحان (ام سلیمؓ) حضرت انسؓ کی والدہ ہیں۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۹۲)

۳...... حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہؓ کی بیوی (ام سلیمؓ) کو وہاں دیکھا۔ پھر میں نے اپنے آگے چلنے کی آواز سنی، تو دیکھا وہ حضرت بلالؓ ہیں۔ (مسلم شریف ج۲ص ۲۹۲)

۴...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ کا ایک بیٹا جو ام سلیمؓ سے تھا فوت ہوگیا تو حضرت ام سلیمؓ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم حضرت ابوطلحہؓ کو اس کے بیٹے کی خبر بیان نہ کرنا۔ بلکہ میں خود ان سے بات کروں گی۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ (سفر سے) آئے تو حضرت ام سلیمؓ نے ان کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھایا اور پیا۔ پھر حضرت ام سلیمؓ نے ان کے لئے خوب بناؤ سنگھار کیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت ام سلیمؓ کے ساتھ رات گزاری تو پھر حضرت ام سلیمؓ فرمانے لگیں: اے ابوطلحہؓ! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کچھ لوگ کسی کو کوئی چیز ادھار دے دیں، پھر واپس مانگیں تو کیا رکھنے والے روک سکتے ہیں؟ حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت ام سلیمؓ فرمانے لگیں اپنے بیٹے کے بارے میں ثواب کی امید رکھو۔ حضرت ابوطلحہؓ ناراض ہوئے اور کہا کہ تو نے پہلے بتایا کیوں نہیں۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ رات میں برکت عطا فرمائے۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر حضرت ام سلیمؓ امید سے ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں تھے اور حضرت ام سلیمؓ بھی ساتھ تھیں اور رسول اللہ ﷺ رات کو جب سفر سے واپس آتے تھے تو مدینہ شریف میں داخل نہیں ہوتے

تھے۔ جب لوگ مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوگیا اور حضرت ابوطلحہؓ ان کے پاس ٹھہر گئے اور رسول اللہ ﷺ چل پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ فرمانے لگے: اے میرے پروردگار! تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے رسول ﷺ کے ساتھ نکلنا پسند ہے جب وہ نکلیں، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی داخل ہونا پسند ہے، جب آپ ﷺ داخل ہوں۔ لیکن (پروردگار) تو جانتا ہے کہ جس کی وجہ سے میں رک گیا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضرت ام سلیمؓ فرمانے لگیں اے ابوطلحہؓ اب مجھے اس طرح تکلیف نہیں جیسے پہلے تھی۔ چلو ہم بھی چلتے ہیں۔ جس وقت وہ دونوں مدینہ شریف میں آ گئے تو پھر حضرت ام سلیمؓ کو وہی تکلیف شروع ہوگئی۔ پھر بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں مجھے میری والدہ (ام سلیمؓ) نے کہا اے انسؓ! کوئی اس بچے کو دودھ نہ پلائے جب صبح ہو جائے تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر جانا۔ پھر جب صبح ہوگئی تو میں نے اس بچہ کو اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف چل پڑا۔ جب میں ملا تو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں اونٹوں کو داغ دینے کا آلہ تھا تو جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے: شاید یہ بچہ ام سلیمؓ نے جنا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے وہ آلہ اپنے ہاتھ سے رکھ دیا، میں نے بچہ آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف کی عجوہ کھجور منگوائی اور پھر اسے اپنے منہ مبارک میں چبایا جب وہ نرم ہوگئی تو اس بچے کے منہ میں ڈالی۔ بچہ اس کو چبانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (سبحان اللہ)

(مسلم شریف ج۲ ص۲۹۲)

حضرت امام احمد بن حنبل کا وصال

۷۷ سال کی عمر ہوئی تھی کہ بیمار ہوئے۔ عیادت کرنے والوں کا اتنا ہجوم تھا کہ لوگ فوج در فوج داخل ہوتے تھے اور گھر بھر جاتا تھا۔ جب وہ چلے جاتے تو دوسرا انبوہ آتا۔ سڑک آدمیوں سے بھر جاتی تھی، ۹ روز وہ بیمار رہے، ہجوم بڑھتا جاتا تھا، سلطان کو اطلاع ہوئی تو ان کے دروازے پر اور گلی میں پولیس کا پہرا لگایا اور وقائع نگار متعین کر دیئے کہ حالات کی اطلاع برابر ملتی رہے۔ ہجوم دمبدم بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ گلی بند کر دی گئی۔ لوگ سڑکوں اور مسجدوں میں بھر گئے۔ یہاں تک کہ بازار میں خرید و فروخت مشکل ہوگئی۔ پیشاب خون کا آنے لگا تھا، طبیب سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ غم اور فکر نے ان کے پیٹ کو متاثر کر دیا ہے۔ جمعرات کو طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ ان کے شاگرد مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ان کو وضو کرایا تو انہوں نے تکلیف کی حالت میں بھی مجھے ہدایت کی کہ انگلیوں میں خلال کراؤں۔ (دعوت و عزیمت ج۱ ص۱۱۸)

اورنگ زیب کی بادشاہی میں فقیری

سعید الرحمٰن الاعظمی

ہندوستان کے بادشاہ سلطان جلال الدین اکبر کے انتقال کے بعد جب جہانگیر تخت شاہی پر بیٹھا تو اس وقت اس ملک کے ایک صاحب دل بزرگ شیخ محمد معصوم سرہندیؒ کو شاہی خاندان کے ایک چھوٹے بچے کی تربیت ونگرانی کا موقع ملا۔ یہ چھوٹا بچہ جہانگیر کا پوتا اورنگ زیب تھا۔

اس وقت کون کہہ سکتا ہے کہ یہ چھوٹا بچہ جو ایک زاہد وعابد بزرگ کی تربیت میں پلے بڑھے گا، وہ بھی کبھی ہندوستان کی قسمت کا مالک ہو سکے گا اور ہمالیہ کی چوٹیاں اس کے آگے سرنگوں ہو جائیں گی۔ کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ یہ بچہ ایک اتنے بڑے ملک کی سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے گا اور پورے پچاس سال اس شان وعظمت کے ساتھ حکومت کرے گا کہ اس کی مثال نہ صرف اس ملک کی تاریخ بلکہ اکثر اسلامی ملکوں کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہو گی۔

۱۰۶۸ء کا زمانہ ہے جب اورنگ زیب ہندوستان کے تخت وتاج کا مالک ہونے والا ہے، دنیا یہ سمجھ رہی ہے کہ فقر کی کتابوں اور نقشبندی اوراد و وظائف کی فضاؤں میں پلنے والا یہ نوجوان عنقریب اس بات کا اعلان کر دے گا کہ اس کو سلطنت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ دنیا کو چھوڑ کر اپنے خلوت کدہ میں بیٹھنے والا ہے۔ وہ اپنے محل کو ایک خانقاہ میں تبدیل کرنے والا ہے اور اس طرح مغل حکومت کا چراغ اس کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے بجھ جائے گا۔ لیکن یہ گمان کتنا غلط ثابت ہوا اور اس زاہد خشک اورنگ زیب کے ہاتھوں مغل حکومت کا چراغ گل ہونے کے بجائے اور روشن ہوا۔

اورنگ زیب تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی ملک کے اندر امن وامان پھیلانے کے لئے مکین بردوش ہو کر نکل جاتا ہے اور ملک کو مفسد عناصر سے پاک کرنے کے لئے وہ لڑتا ہے۔ باغیوں اور مفسدوں کا خاتمہ کرتا ہے۔ ملک کی اصلاح کے لئے شہر در شہر گھومتا ہے۔ ہر طرح کے فساد کا انسداد اور ہر شکایت کو دفع کرتا ہے۔ ملک کے رقبہ کو وسیع بنانے کے لئے معرکہ پر معرکہ سر کرتا ہے، نہ راحت کا تصور ہے نہ آرام کی فکر، اس کی زندگی کا ہر لحہ ملک اور قوم کی خدمت کے لئے وقف ہے۔

آخر کار وہ دن آتا ہے کہ اس ملک کا رقبہ ہمالیہ کے دامن سے لے کر جنوبی ہند کی آخری سمندری سرحد تک وسیع ہو جاتا ہے اور پورے پچاس سال کی بے پناہ مشقت جھیلنے کے بعد اورنگ زیب اپنے اہل

وعیال اور اپنے تخت سلطنت سے ۱۵۰۰ کلو میٹر سے بھی زیادہ کی دوری پر ملک وقوم کی راہ میں شہید ہو جاتا ہے اور تاریخ کے صفحات پر نہ مٹنے والا نقش اور ملک کے چپے چپے پر اپنی عظمت کے نقش چھوڑ جاتا ہے۔

اورنگ زیب نے داخلی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور تمام بادشاہوں سے وہ اس معاملہ میں آگے بڑھ کر رہا۔ ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے تک رعایا اور قوم کے معاملات پر نظر رکھنا اس کا معمول تھا۔ انتشار برپا کرنے والوں اور فسادیوں کا خاتمہ کر کے ہمیشہ کے لئے اس نے فتنہ وفساد کی آواز کو خاموش کر دیا اور داخلی اصلاح کے بعد ہی فوراً اکبر کے لائے ہوئے ''الحاد'' کو ختم کیا اور اس کے سارے نقش کو مٹا کر دم لیا۔ حکومتی ٹیکس اس قدر غیر منظم اور غیر متوازن تھا کہ ایک طرف ٹیکس کی گراں باری سے رعیت کے بیشتر افراد پریشان حال تھے تو دوسری طرف کچھ لوگ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیئے گئے تھے۔ اورنگ زیب نے اس کے لئے ایک متوازن قانون بنایا اور اس کو زیادہ سے زیادہ ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ (۸۰) اسّی قسم کے ٹیکس کو بالکل ختم کر دیا۔

اندرون ملک تعمیری اصلاحات کا جو کام اورنگ زیب نے کیا وہ اس ملک کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اس نے نئے نئے راستے کھولے اور پرانے راستوں کی اصلاح کی، سڑکوں کے کنارے دورویہ پھل دار درختوں کی قطاریں لگوائیں اور جابجا مسجدیں اور سرائے تعمیر کرائیں۔ ان کے لئے ائمہ اور مدرسین مقرر کئے اور بڑے بڑے شفا خانے، اسپتال اور مسافر خانے تعمیر کرائے۔

عدلیہ کا نہایت بہتر نظام بنایا، ہر شخص حتی کہ بادشاہ کی عدالت کے سامنے جواب دہی کا قانون اسی نے بنایا۔ بڑے بڑے مقدمات شریعت کے قانون کی روشنی میں خود فیصل کرتا تھا۔ ہر شہر اور گاؤں میں عدالتیں قائم کیں اور ان کے لئے قاضی اور جج مقرر کئے۔ شہنشاہ کے امتیازات کو کلیۃً ختم کیا اور بادشاہ کو عدالت کے تابع ہونے کا قانون بنایا تاکہ عدالت میں عوام اور بادشاہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اپنا حق حاصل کر سکیں۔

اورنگ زیب نہ صرف ایک بادشاہ یا حکمران تھا بلکہ وہ اسی کے ساتھ ایک بڑا عالم دین، ایک صحبت یافتہ صوفی بھی تھا۔ فقہ حنفی میں اس کی نظر اتنی وسیع تھی کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء کو بھی یہ امتیاز نہیں حاصل تھا، اس کی علم دوستی اور حبّ علماء نے علمائے دین کو اپنا مشیر کار اور خاص لوگوں میں شامل کرنے پر مجبور کیا۔

چنانچہ اس نے اس زمانے کے علماء کے لئے مدارس قائم کئے اور ان کی تنخواہیں مقرر کیں اور بالخصوص دو باتوں میں اس کو جو توفیق نصیب ہوئی اس کے پیش رو بادشاہوں میں کسی کو نہیں ہوئی۔

۱...... کسی عالم دین کو عطیہ اور تنخواہ دینے کی صورت میں اس سے اسی کے مطابق کام کا مطالبہ کرنا۔ مثلاً

تصنیف وتالیف یا تعلیم وتربیت کی خدمت میں اس کا نظریہ یہ تھا کہ اگر علماء کے لئے وظائف یا تنخواہیں مقرر کر دی گئیں اوران سے کام نہ لیا گیا تو وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں سرگرم اورنشیط نہیں باقی رکھ سکیں گے، اس سے دوخرابیاں لازم آتی،ایک مال کا ناحق لینا،دوسرے کتمان علم۔

۲...... اورنگ زیب ہی سب سے پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے شرعی احکام کوایک کتاب میں مدون کرنے کا کام کیا ہے،تاکہ وہ بعد میں اسلامی قانون کی کتاب بنائی جاسکے۔ چنانچہ اسی کے حکم سے اوراس کی نگرانی میں ''فتاویٰ عالمگیری'' کی تدوین ہوئی۔ یہ وہی کتاب ہے جو آج بھی دنیا کے تمام علمی طبقوں میں معروف ہےاور جوعلماء وفقہا کا ایک بڑا مرجع ہے۔

ایک طرف حکمرانی کا یہ زبردست کام اور اس میں منفرد اور بے مثال۔ دوسری طرف تصنیف وتالیف، درس ومطالعہ کا اہتمام اور فرائض وواجبات کے علاوہ نوافل، اذکار واوراد اور دیگر معمولات کی انجام دہی میں پوری تندہی۔ یہ اس بادشاہ کی خصوصیات ہیں جو دوسروں میں مفقود تھیں۔ انہوں نے اپنے زمانہ سلطنت میں حدیث کی ایک کتاب تصنیف کی اوراس کی شرح وترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ فارسی زبان میں ایسے بلیغ خطوط لکھتے تھے جو زبان کے شاہکار شمار کئے جاتے ہیں۔

جب حکومت کے خزانہ سے تنخواہ لینا چھوڑ دیا تو قرآن مجید کے نسخے اپنے ہاتھوں سے نہایت عمدہ خط میں لکھتے تھے اوراس کوفروخت کر کے اس کی قیمت سے اپنی معاش پوری کرتے تھے،سلطنت سنبھالنے کے بعد ہی انہوں نے قرآن مجید کوحفظ کیا۔

وہ شاعراورموسیقار بھی تھے۔لیکن بادشاہ ہونے کے بعد اس سے دلچسپی ختم کر دی اور دربار شاہی سے فن کاروں اور شعراء کوجوانعامات ملا کرتے تھےان کو بالکل بند کر دیا۔

فرض نمازوں کواول وقت میں باجماعت پڑھنے کے عادی تھےاور جماعت کسی حال میں فوت نہیں ہونے دیتے تھے، جمعہ کی نماز ہمیشہ اپنی جامع مسجد میں ادا کرتے۔ اگر کسی سفر میں ہوتے تو جمعرات کوواپس آجاتے تاکہ جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کرسکیں۔

رمضان کے روزوں کا بڑا اہتمام کرتے،تراویح اورنوافل میں پوری رات گزار دیتے۔عشرۂ اخیر میں مسجد میں اعتکاف کرتے، ہر ہفتے میں دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ کوتین دن روزے رکھتے، وضواورطہارت پر پابندی برتتے،اذکار واوراد کا پورااہتمام کرتے اوراہل حرمین کی اپنے خاص مال سے برابر امدادواعانت کرتے اوران سب کے باوجودعزم وہمت اور دوراندیشی میں اپنی مثال آپ تھے،فنون جنگ اورانتظامی اصلاحات میں بڑے ماہر تھے۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ اس بادشاہ نے یہ سب کام بیک وقت کس طرح انجام دیئے؟ رات کی تاریکیوں میں اگر وہ مناجات اور ذکر ونوافل میں مشغول ہیں تو دن کی روشنی میں لوگوں کے فیصلے صادر کرتے، تصنیف وتالیف کرتے ہیں، قرآن مجید لکھتے ہیں، قرآن حفظ کرتے ہیں اور اتنے بڑے ملک کے انتظامات کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ پھر بڑے بڑے معرکوں میں بذات خود شریک ہوتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے تمام اوقات منظم تھے اور ان کی زندگی نہایت مرتب اور منظم تھی۔ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر تھا اور اس وقت میں وہی کام انجام پاتا۔ اس طرح وہ تھوڑے وقت میں بہت زیادہ کام کر سکے۔ اورنگ زیب نے ہندوستان میں پورے پچاس سال حکومت کی۔ وہ اپنے دور کا اس خطے میں سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں خزانوں کی کنجیاں تھیں لیکن اس کے باوجود اس نے زہد اور فقر کی زندگی گزاری۔ حرام اور مشکوک مال سے ہمیشہ احتراز کیا۔ رمضان میں جو کی چند روٹیوں پر گزارہ کرتے۔ یہ ہے ہندوستان کا مایۂ ناز بادشاہ اورنگ زیب اور اس کی خدمات اور اس کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ!

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

سوائے موت کے تمام بیماریوں کا علاج

خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے سابق سجادہ نشین حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوریؒ نے فرمایا کہ میرے والد گرامی حضرت میاں عبدالہادی دین پوریؒ ۱۹۴۶ء میں سفر حج پر تشریف لے گئے۔ تو ایک مراکش کے بزرگ بھی سفر مبارک پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے منہ میں دانت اور داڑھی نہیں تھیں تو حضرت ثانی سائیں ہر روز ان کے لئے دیسی مرغ کی یخنی میں ثرید بنا کر کھلاتے جس دن حضرت والا کی واپسی تھی آپ نے انہیں بتلایا کہ حضرت میری کل وطن واپسی ہے اور دعاء کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ میاں تو نے میری بہت خدمت کی مجھے رحمت عالم ﷺ نے ایک ورد ارشاد فرمایا کہ سوائے موت کے تمام بیماریوں کا علاج ہے وہ درج ذیل ہے: سورۃ فاتحہ اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین۔ یعنی میم کے زیر کے ساتھ ملا کر ۱۵ مرتبہ پڑھیں اور ہر مرتبہ آخر میں آمین بھی کہیں یعنی ہر مرتبہ بسم اللہ اور آمین کہیں اور مریض پر دم کریں۔ یا پانی پر دم کر کے پلائیں بہت مجرب عمل ہے۔ چند ماہ پہلے خانقاہ عالیہ راشدیہ دین پور شریف کے چشم و چراغ میاں ریاض احمد دین پوری مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ سجادہ نشین حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ بھی یہ عمل کرتے ہیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

امریکہ کا جراثیمی اسلحہ اور موت کی بارش

مولانا اللہ وسایا

ادارہ تالیفات اشرفیہ نے ’’معاشیات کا اسلامی فلسفہ‘‘ کے نام سے مولانا عبدالباری ندوی پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن کی کتاب شائع کی ہے۔ یہ کتاب اوّلاً ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں ماہنامہ ’’معارف اعظم گڑھ‘‘ اور ماہنامہ ’’الفرقان لکھنؤ‘‘ کے بہت سارے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ رجب ۱۳۷۱ھ مطابق اپریل ۱۹۵۲ء کا ایک حوالہ متذکرہ کتاب کے ص ۶۷ پر ہے۔ لیکن اس میں تلخیص کی گئی ہے۔ اصل حوالہ الفرقان لکھنؤ کے متذکرہ شمارہ کے ص ۴۴-۴۵ پر ہے۔ اتفاق سے یہ شمارہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری میں موجود ہے لیکن کرم خوردہ ہے۔ تاہم ایک آدھ لفظ کے علاوہ اصل حوالہ موجود پا کر خوشی ہوئی۔ اس زمانہ میں الفرقان ’’انتخاب‘‘ کے نام پر مختلف جرائد ورسائل سے منتخب تحریروں کو شائع کرتا تھا۔ آج سے ستر سال قبل ’’قومی آواز‘‘ سے الفرقان میں ایک اقتباس شائع ہوا تھا۔ پہلے مکمل اقتباس پڑھئے اور پھر اس کی روشنی میں ’’کرونا کی موجودہ وباء‘‘ کو اس تناظر میں سوچئے کہ آج سے ستر سال پہلے ۱۹۵۲ء میں امریکہ کی جراثیمی اسلحہ کی تیاری اور اب ستر سال بعد ۲۰۲۰ء میں اس کے استعمال کے اثرات کہ جس سے پوری دنیا کانپ اٹھی۔ اسی جراثیمی اسلحہ کے اثرات وباء، قرنطینہ، لاکھوں لوگوں کا مرنا، کارخانوں کا بند ہونا، سکولوں کو تالے پڑنا وغیرہ یہ سب کچھ اسی جراثیمی اسلحہ کی امریکی جدوجہد کے ثمرات بد تو نہیں؟ حوالہ یہ ہے:

موت کی بارش

’’ایٹم بم نے ہیروشیما اور ناگاساگا میں جو تباہیاں مچائی تھیں وہ نظروں کے سامنے ہیں اور ان سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ اگر جنگ ہوئی اور اس میں ایٹم بم استعمال کئے گئے تو انسانیت اور تمدن اور کلچر سب کچھ فنا ہو جائیں گے۔ آگے چل کر ایٹم بم نے ہیڈروجن بم کی شکل اختیار کی ہے۔ اس طرح اس کی بربادی کی طاقت دس گنا بڑھ گئی۔ پھر اس میں کچھ اور ترقی ہوئی اور اب شاید یہ بم اس حد تک طاقتور ہو چکا ہے کہ صرف دو بم کسی چھوٹے ملک کو ریگستان بنا سکتے ہیں۔

امریکہ اب جراثیمی اسلحہ بنا رہا ہے اور اس کی دی ہوئی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روس نے بھی ادھر توجہ کی ہے۔ جراثیمی اسلحہ کا مطلب یہ ہے کہ ہیضہ، طاعون، پیچش اور اس قسم کے وبائی امراض کے جراثیم

کودشمن کے ملک میں اس طرح گرادیا جائے گا کہ وہ کارگر ہوں۔یعنی ملک کی تمام آبادی کو مریض بنادیں۔ ذرا تصور کیجئے! ایسے اسلحہ استعمال کرنے کے بعد ملکوں کی حالت کیا ہوجائے گی؟ بوڑھے، بچے، مرد، عورتیں سب وبائی امراض میں گرفتار ہیں اور سسک رہے ہیں۔ ڈاکٹر، نرس اسپتال کا سب عملہ بھی شکار ہے۔ ہزاروں اور لاکھوں انسان دم توڑ رہے ہیں اور کوئی حلق میں پانی کی بوند تک ٹپکانے والا نہیں ہے۔ پھر جب اس حالت میں جنگ ختم ہوگی تو اس کے خاتمے کے ساتھ وبائیں ختم نہیں ہوں گی۔ان پر قابو حاصل کرنے کے لئے فاتح کو اربوں روپے کی دوائیں کرنا ہوں گی اور ایک بہت بڑے عملے کی مدد سے برسوں حفظان صحت ......ترین اور حقیقی ترین طریقے اختیار کرنا ہوں گے یا پورے ملک کا قرنطینہ کردیا جائے گا کہ جو لوگ مرتے ہیں، مرتے رہیں۔اس اسلحہ کے استعمال کے بعد بہت طویل عرصے کے لئے مفتوح ملک کے سب کارخانے بند ہوجائیں گے،اسکولوں میں تالے پڑ جائیں گے اور ملک کا نظم وضبط ختم ہوجائے گا،افراتفری، لوٹ مار اور بداخلاقیاں عام ہوجائیں گی۔‘‘

اس تصویر پر جتنا غور کرواتنا اس کا بھیانک پن زیادہ نظر آتا ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کی تیاری وہ ممالک کر رہے ہیں جو اپنی اپنی تہذیبوں کو دنیا کے لئے نجات سمجھتے ہیں۔ (بحوالہ قومی آواز)

(ماہنامہ الفرقان لکھنو اپریل ۱۹۵۲ء ص ۴۴،۴۵)

آنحضرت ﷺ کا حضرت عکرمہؓ سے معاملہ عفو ودرگزر

’’بنوخزاعہ کو خلاف معاہدہ قتل کرنے والوں میں جہاں اور کئی لوگ تھے وہاں عکرمہ بھی تھے۔ ظاہر ہے فتح مکہ کے بعد جان بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔فرار ہو کر یمن پہنچے۔لیکن ان کی بیوی ام حکیم مسلمان ہوچکی تھیں۔ وہ سیدھی یمن آئیں اور رحمۃ للعالمین کے رحم وکرم، عفو ودرگزر، شفقت ورحمت کی داستان سنا کر شوہر کو واپس لے گئیں۔ یہ سیدھے سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔دربار رسالت ﷺ میں ان کا خیر مقدم کس طرح ہوا۔مؤطا مالک کے حوالہ سے سنئے:’’آنحضرت ﷺ نے جب عکرمہ کو دیکھا تو فرط مسرت سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم مبارک پر چادر تک نہ تھی۔‘‘

اس برتاؤ کا نتیجہ یہ ہوا: ابوجہل خواہ کتنا ہی پیچ وتاب کھائے۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کا لخت جگر عکرمہ مسلمان ہوگیا۔ بہت بڑا صحابی بنا۔ بخاری ومسلم اور دوسری کتب حدیث کے اوراق اس کی روایت اور حدیثوں سے روشن ہیں۔ (رئیس احمد جعفری اسلام اور رواداری ج۱ ص۲۱۴)

عیدالاضحیٰ اور اس کے احکام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اللہ پاک نے امت مسلمہ کو دو عظیم الشان عید کے دن عطا فرمائے: (۱) عیدالفطر، (۲) عیدالاضحیٰ۔

عیدالاضحیٰ کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہونہار فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ پاک کی رضا کے لئے نہ صرف قربان کرنے کے لئے پیش کیا بلکہ پوری قوت کے ساتھ چھری بھی چلائی۔ لیکن چھری نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایک بال بھی نہ کاٹا۔ کیونکہ مقصد اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرانا نہیں بلکہ امتحان تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اس قربانی کی یاد میں ہر سال مسلمان قربانی کرتے ہیں۔

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل: بارہ مہینوں میں افضل مہینہ رمضان المبارک ہے۔ راتوں میں سب سے افضل رات لیلۃ القدر ہے اور تمام دنوں میں افضل ترین دن ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں اور ان میں سے افضل دن عیدالاضحیٰ کا دن ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو ان دس ایام میں جس قدر نیک عمل پسند ہیں سال کے کسی بھی دوسرے دن میں اتنے پسند نہیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا پسند نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جہاد سبیل اللہ بھی اس قدر پسند نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص جہاد کے لئے اپنے جان و مال کے ساتھ نکلے۔ سارا مال خرچ کر کے خود بھی شہید ہو جائے تو اس کا عمل اس عشرہ کے اعمال کے برابر ہوسکتا ہے۔ (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۲۸)

تکبیرات تشریق: تکبیرات تشریق تین بزرگوں کے کلام کا مجموعہ ہیں۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے جب جبرئیل علیہ السلام جنت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ لائے اور اندیشہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں جلدی میں اپنے لخت جگر کو ذبح ہی نہ کر دیں۔ تو آپ نے کہا: ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر'' اور جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فدیہ کے آنے کی خبر ہوئی تو فرمایا: ''اللہ اکبر وللہ الحمد'' (النہایہ ج۳ ص ۳۸۷)

اللہ تعالیٰ کو یہ الفاظ ایسے پسند آئے کہ انہیں مسلمانوں کے لئے ایام تشریق میں پڑھنا لازم قرار دے دیا۔ تکبیرات ۹ رذوالحجہ کی صبح سے لے کر ۱۳ رذوالحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہیں۔ عورت آہستہ کہے، اگر امام بھول جائے تو مقتدی امام کا انتظار کئے بغیر تکبیرات شروع کر دیں۔

عید کے دن کے آداب: صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کرے، غسل کرے، مسواک کرے، حسب توفیق عمدہ کپڑے پہنے، خوشبو استعمال کرے، عید نماز کی ادائیگی کے بعد کھائے پیئے، عیدگاہ کی طرف جلدی جائے، عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھنا بہتر ہے۔ نماز عید سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں یا مسجد میں اشراق وغیرہ پڑھنا منع ہیں۔ البتہ نماز عید کے بعد چاشت کے نوافل گھر میں ادا کئے جاسکتے ہیں۔ نماز عید سے فارغ ہوکر دوسرا راستہ اختیار کرے۔ نماز عید کے لئے آتے جاتے بلند آواز سے تکبیرات تشریق پڑھنا مسنون عمل ہے۔ بڑی مسجد میں نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔

نماز عید کا وقت: نماز عید کا وقت اشراق کے وقت سے شروع ہوجاتا ہے۔ یعنی سورج کے نکلنے سے پندرہ بیس منٹ بعد جب سورج خوب روشن ہوجائے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کی نماز جلد ادا کرنی چاہئے۔

عید پڑھنے کا طریقہ: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ عید کی نماز سے پہلے اذان واقامت نہیں۔ عید کی نماز دو رکعت واجب پر مشتمل ہے۔ جس میں چھ تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں۔ پہلی رکعت میں ثنا کے بعد قرأت سے پہلے تین تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبریں کہی جاتی ہیں۔ زائد تکبریں کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں۔ چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کرلیا جائے۔ نماز عید سے فارغ ہوکر تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے۔ نماز سے فارغ ہوکر امام صاحب خطبہ پڑھیں گے، جس کا سننا واجب ہے۔

مسبوق کے احکام ومسائل: (☆) اگر کوئی شخص نماز میں اس وقت شامل ہوا کہ امام صاحب قرأت شروع کرچکے ہیں تو تکبیر تحریمہ کہہ کر اپنے طور پر تین تکبیریں کہہ کر قرأت سننے میں مصروف ہوجائے۔ (☆) اگر امام صاحب رکوع میں جاچکے ہیں تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شامل ہوجائے اور رکوع کی تسبیحات کے بجائے تین تکبیریں کہہ لے اور ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ (☆) اگر پہلی رکعت مکمل رہ گئی تو امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوجائے اور رکعت مکمل کرے اور تکبیرات زائدہ رکوع میں جانے سے پہلے کہہ لے۔ (☆) اگر دونوں رکعتیں ہوچکی تھیں اور امام صاحب قعدہ میں تھے تو یہ قعدہ میں بیٹھ جائے، امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد تکبیرات زائدہ اپنے اپنے مقام پر کہہ کر نماز مکمل کرے۔

نماز عید کا خطبہ: نماز جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ بھی واجب ہے، خطبہ عید نماز کے بعد پڑھا جائے گا، جبکہ جمعہ کا خطبہ پہلے پڑھا جاتا ہے۔ خطبہ عید کے دوران وقفہ وقفہ سے تکبیر کہتا رہے۔

عیدرات عبادت کا ثواب: رحمت عالمﷺ نے فرمایا:’’جس شخص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کو زندہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اس دن زندہ رکھیں گے جس دن اور لوگوں کے دل مردہ ہو رہے ہوں گے۔‘‘

قربانی کے احکام: آپﷺ نے فرمایا:’’اللہ تعالیٰ کو قربانی کے دن قربانی کرنا بہت پسند ہے۔ قربانی کا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا۔ قربانی کے جانور کا خون ابھی زمین پر نہیں گرتا کہ اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے سے راضی ہو جاتے ہیں۔‘‘ اور فرمایا:’’جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں نہ آئے۔‘‘

قربانی کے مسائل: (☆) اگر قربانی کا جانور خریدا تھا لیکن کسی وجہ سے قربانی نہ کرسکا تو اس جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔ (☆) قربانی مستقل بالذات عبادت ہے، جس کا کوئی بدل نہیں۔ یعنی قربانی کے بجائے قربانی کے جانور کی قیمت ادا کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی۔ (☆) قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر چھری پھیرے اور ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ (☆) قربانی صاحب نصاب پر واجب ہے۔ والدین، بیوی اگر صاحب نصاب نہیں تو ان کی طرف سے قربانی کرنے سے ثواب ضرور ہوگا، لیکن نصاب سے قربانی ساقط نہیں ہوگی۔ (☆) اگر صاحب نصاب ہونے کے باوجود بکرا نہیں خریدا جاسکا تو گائے، بھینس اور اونٹ کی قربانی میں حصہ رکھنا جائز ہے۔ (☆) خواتین کے زیورات، مہر کی رقم اور ضرورت سے زائد کپڑے وغیرہ اگر نصاب کی قیمت کو پہنچ جائیں تو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی۔

عیب دار جانور کی قربانی: حضورﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن جانوروں سے بچا جائے، فرمایا: چار قسم کے جانوروں سے: (۱) لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن اتنا واضح ہو کہ وہ زمین پر پاؤں ٹکا کر نہ چل سکتا ہو یعنی قربان گاہ تک نہ جاسکتا ہو۔ (۲) جس جانور کی ایک آنکھ نہ ہو یا ایک آنکھ کی تہائی بینائی ضائع ہو چکی ہو۔ (۳) بیمار جانور جس کی بیماری کی وجہ سے اس کا بچنا مشکل ہو۔ (۴) بوڑھا جانور جس کی ہڈیوں کا گودا ختم ہو چکا ہو۔ ایک تہائی یا اس سے زائد کن کٹا ہوا ہو۔ سینگ ایک تہائی یا اس سے زائد ٹوٹ گیا ہو تو قربانی جائز نہ ہوگی۔ بھینس گائے کے حکم میں ہے لہٰذا اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ قربانی میں اصل مقصد اللہ کی رضا کے لئے قربانی کرنا ہے۔ گوشت کھانے کی نیت سے قربانی نہ ہوگی۔ قصائی کو اس کی اجرت میں کھال یا گوشت دینا جائز نہیں۔ بلکہ اسے علیحدہ اجرت دی جائے۔

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

گدھا اور آم: حکیم رضی الدین، مرزا غالب کے ایک نزدیکی دوست تھے۔ ان کو آم پسند نہیں تھے۔ ایک دن وہ مرزا کے مکان پر برآمدے میں بیٹھے تھے کہ ایک گدھے والا اپنا گدھے لئے ہوئے گلی سے گزرا۔ آم کے چھلکے پڑے تھے، گدھے نے سونگھ کر چھوڑ دیئے۔ حکیم صاحب نے کہا: ’’مرزا صاحب دیکھئے، آم ایک ایسی چیز ہے جسے گدھا بھی نہیں کھاتا۔‘‘ مرزا صاحب نے فوراً کہا: ’’بے شک گدھا آم نہیں کھاتا۔‘‘

دو باتیں: آموں کے معاملے میں مرزا غالب بڑے بسیار خور تھے۔ آموں سے ان کا پیٹ تو بھر جاتا تھا لیکن طبیعت کسی طرح نہ بھرتی تھی۔ ایک دن یہی آموں کی فصل تھی، ایک محفل میں آموں کا تذکرہ چھڑ گیا۔ ہر شخص آموں کے متعلق اپنی اپنی رائے بیان کرنے لگا۔ جب سب لوگ اپنی اپنی کہہ چکے تو مولانا فضل حق نے مرزا صاحب سے کہا: ’’تم بھی اپنی رائے بیان کرو۔‘‘ مرزا صاحب نے ترت جواب دیا: ’’بھئی میرے نزدیک تو آم میں صرف دو باتیں ہونی چاہئیں، میٹھا ہو اور بہت ہو۔‘‘

سب حاضرین ہنس پڑے۔ (کشت زعفران ص ۴۶)

حساب برابر: ایک روز مرزا بوقت شام پلنگ پر لیٹے تھے۔ طبیعت قدرے ناساز تھی۔ میر مہدی حسین مجروح جو مرزا کے چہیتے شاگرد تھے، اٹھے اور مرزا کے پاؤں دابنے لگے۔ مرزا نے کہا: بھئی تو سید زادہ ہے، مجھے کیوں گنہگار کرتا ہے؟‘‘ انہوں نے کہا: ’’آپ کو ایسا ہی خیال ہے تو پیر دابنے کی اجرت دے دیجئے گا۔‘‘ مرزا نے کہا: ’’ہاں! اس کا مضائقہ نہیں۔‘‘ جب وہ پیر داب چکے تو انہوں نے اجرت طلب کی۔ مرزا نے کہا: ’’بھیا! کیسی اجرت؟ تم نے میرے پاؤں دابے، میں نے تمہارے پیسے دابے، حساب برابر ہوا۔‘‘

شمع دان اور جوتا: ایک دن مرزا کے ایک دوست سید سردار مرزا آپ کے یہاں سے جانے لگے تو رات کا وقت تھا، مرزا شمع دان لے کر لب فرش تک آئے تاکہ وہ روشنی میں جوتا دیکھ کر پہن لیں۔ انہوں نے کہا: ’’قبلہ! آپ نے ناحق تکلیف فرمائی، میں اپنا جوتا آپ پہن لیتا۔‘‘ مرزا نے کہا: ’’میں آپ کا جوتا دکھانے کو شمع دان نہیں لایا، اس لئے لایا ہوں کہ کہیں آپ میرا جوتا نہ پہن جائیں۔‘‘

دلی اور لکھنؤ: یہ اس وقت کا ذکر ہے جب مرزا لکھنؤ میں موجود تھے۔ ایک روز کسی محفل میں دلی اور لکھنؤ کی زبان پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے مرزا سے کہا: ’’جس موقع پر اہل دلی اپنے تئیں، بولتے ہیں وہاں

اہل لکھنؤ ''آپ'' کو بولتے ہیں۔ان میں زیادہ معقول اور فصیح کیا ہے؟'' مرزا نے کہا: ''زیادہ فصیح تو یہی معلوم ہوتا ہے جو آپ بولتے ہیں مگر اس میں ایک بڑی دقت یہ ہے کہ آپ میری نسبت فرمائیں کہ میں آپ کو فرشتۂ خصلت سمجھتا ہوں اور میں اس کے جواب میں اپنی نسبت یہ عرض کروں کہ میں تو آپ کو کتے سے بھی بدتر سمجھتا ہوں تو ممکن ہے آپ سخت برا مان جائیں۔'' سب حاضرین یہ لطیفہ سن کر پھڑک گئے۔ (کشت زعفران ص۴۷)

مؤنث و مذکر: کسی نے مرزا سے دریافت کیا: ''حضرت! رتھ مؤنث ہے یا مذکر؟'' آپ نے کہا: ''جب رتھ میں عورتیں بیٹھیں ہوں تو مؤنث کہو اور جب مرد بیٹھے ہوں تو مذکر سمجھو۔''

گورے اور کالے کی قید: جب مرزا قید سے چھوٹ کر آئے تو میاں نصیر الدین صاحب کے مکان میں آ کر رہے تھے۔ان کا عرف ''کالے صاحب'' تھا۔ایک روز مرزا، کالے صاحب کے پاس بیٹھے تھے، کسی نے آ کر قید سے چھوٹنے کی مبارک باد دی۔ مرزا نے کہا: ''کون بھڑوا قید سے چھوٹا ہے؟ پہلے گورے کی قید میں تھا، اب کالے کی قید میں ہوں۔'' (کشت زعفران ص۴۹)

آپ سے بڑی بلا: مرزا نے ایک طویل عرصہ کرائے کے مکانوں میں بسر کیا۔ایک دفعہ وہ مکان بدلنا چاہتے تھے۔ایک مکان خود دیکھ کر آئے۔اس کا دیوان خانہ تو پسند آ گیا مگر محل سرا خود نہ دیکھ سکے۔گھر پر آ کر اس کے دیکھنے کے لئے اپنی بی۔ بی کو بھیجا۔وہ دیکھ کر آئیں تو ان سے پسند ناپسند کا حال پوچھا۔انہوں نے کہا: ''اس میں تو لوگ بلا بتاتے ہیں۔'' مرزا نے کہا: ''کیا دنیا میں آپ سے بھی بڑھ کر کوئی بلا ہے؟''

جینے کا ڈھب: ایک دفعہ میر مہدی حسین مجروح نے پنشن کا حال دریافت کرنے کے لئے مرزا کو خط لکھا۔اس کے جواب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: ''میاں! بے رزق جینے کا ڈھب مجھ کو آ گیا ہے، اس طرف سے خاطر جمع رکھنا۔رمضان کا مہینہ روزے کھا کھا کر کاٹا، آگے خدا رزاق ہے کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو غم تو ہے۔''

فاقہ مستی: ایک دفعہ مرزا بہت قرض دار ہو گئے تو قرض خواہوں نے نالش کر دی۔ چنانچہ مرزا جواب دہی میں طلب ہوئے۔مفتی صاحب کی عدالت تھی جس وقت پیشی میں گئے یہ شعر پڑھا:

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

ہمسایۂ خدا: مرزا غالب اپنے آخری ایام میں حکیم محمود خان کے دیوان خانے کے قریب مسجد کے پیچھے رہنے لگے۔ایک دن کسی نے ایک محفل میں مرزا صاحب سے دریافت کیا: ''حضرت مکان کہاں ہے؟'' مرزا صاحب نے فی البدیہہ یہ شعر ان کی نذر کر دیا:

مسجد کے زیر سایہ ایک گھر بنا لیا ہے یہ بندہ کمینہ ہمسایہ خدا ہے

(کشت زعفران ص۵۱)

تحفظ ختم نبوت کے لئے حضرت جلال پوری شہیدؒ کی خدمات

قسط نمبر:2

مولانا محمد قاسم، کراچی

عام طور پر مولانا سعید احمد ٹھہرے ہوئے انداز اور دھیمے لہجہ میں بیان کرتے تھے، مگر جب ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کی بات کرتے تو آپؒ کا جوش وجذبہ دیدنی ہوتا تھا اور بڑے جذباتی انداز میں بیان کرتے۔ بیان کے بعد کبھی ہم عرض کرتے کہ حضرت! آج تو بڑے جوش میں تھے۔ تو بڑے جذباتی انداز میں فرماتے کہ: ایک شخص اور ایک گروہ آقائے نامدار سرکارِ دو جہاں ﷺ کی ناموس پر حملہ آور ہو تو اب بھی جذبات میں نہ آئیں تو پھر کب اپنے جوش وجذبہ کا اظہار کریں گے؟ ......''ہم بے غیرت اور نافرمان اولاد نہیں کہ کوئی ہمارے باپ کو گالی دیتا رہے اور ہم خاموش رہیں۔ کیا حضور ﷺ کی عزت ایک باپ سے بھی کم ہے؟''

(ماہنامہ بینات، شہید ناموس رسالتؒ نمبر، ص:۵۳۶)

حتی کہ شہادت سے کچھ روز قبل بھی جب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اپنے دورہ پر کراچی تشریف لائے تو حضرت جلال پوری شہیدؒ نے ان کا ایک ہفتہ کا پروگرام بنایا، مختلف علاقوں میں روزانہ کی بنیاد پر پروگرام رکھے، ان پروگراموں میں حضرت شہیدؒ نے بھی اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود نہ صرف شرکت کی بلکہ بیانات بھی فرمائے۔ تقریباً ہر بیان میں آپؒ یہ بات دہراتے کہ:''ہماری تاریخ شہادتوں سے بھری ہوئی ہے، ہم شہادتوں سے نہیں ڈرتے، نہ خوف دلا کر ہمیں کوئی حق بات کہنے سے روک سکتا ہے۔ ہمیں شہادت منظور ہے، لیکن حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کرسکتے۔''

آپؒ کی مسجد، جامع مسجد باب رحمت (مدرسہ امام ابو یوسف، شادمان ٹاؤن) میں آپؒ سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کراتے۔ اس کی تیاری کے لیے علاقہ بھر اور قرب وجوار کے علاقوں کے علماء کرام کو جمع کرکے ان کے اجلاس رکھتے، جس میں ان کی آراء کی روشنی میں کانفرنس کی تیاری شروع کرواتے، مختلف سیاسی ومذہبی جماعتوں، صحافیوں، وکیلوں، ڈاکٹروں، علماء وعوام کو اس کانفرنس میں مدعو کرتے۔ کانفرنس سے پہلے والے جمعہ میں پورا بیانِ جمعہ ''ختم نبوت'' کے عنوان پر ہوتا۔ اس بیان میں آپؒ کا جوش وجذبہ دیدنی اور جذبات وشدت عروج پر ہوتے۔ ایک موقع کا گواہ تو راقم خود ہے، جب آپؒ بیان فرمارہے تھے اور آپؒ کے دونوں ہاتھوں کی آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں۔ اسی بیان میں آپؒ نے جنگ احد کے شہداء خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی غزوۂ اُحد میں شہادت، نواسۂ رسول سیّدنا امام حسنؓ کی زہر سے شہادت اور

کربلا میں سیّدنا امام حسینؓ اوران کے خانوادہ کی شہادتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’کیا ان سب کو شہید نہیں کیا گیا؟ آج تم ہمیں بھی شہید کردو، ساری دنیا کے مسلمانوں کو شہید کردو، مگر یہ خیال دل سے نکال دو کہ اسلام دنیا سے مٹ جائے گا۔ ہمارے آباؤاجداد نے یہ تکالیف برداشت کیں، یہ نئی بات نہیں ہے ہمارے لیے، ہم اس سے گھبرانے والے نہیں ہیں۔‘‘

حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا انداز بیان دھیما تھا۔ آپؒ اپنے شیخ ومرشد حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ درحقیقت یہی اندازِ بیان سنت نبوی ہے اور اسلاف میں سے بالخصوص حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ اوران کے عاشق زار حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سنت نبوی کی اتباع میں بہ تکلف یہ انداز اپنایا تھا۔ حضرت جلال پوری شہیدؒ بھی اسی اسلوب کو اپنائے رہتے تھے، مگر جب ردِ قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کی بات آتی تو آپ بہت جوشیلے انداز میں بیان فرماتے، کیوں کہ آپ اس فتنہ کو موجودہ دور کا سب سے خطرناک فتنہ قرار دیتے تھے۔ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان باور کرا کے اور مسلمانوں کے سے نام اپنا کر، کلمہ، نماز پڑھ کر سادہ لوح انسانیت کو دھوکا دیتے ہیں، اس لئے یہ آستین کے وہ سانپ ہیں جن سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ آپ ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء تین سال مدرسہ عربیہ احیاء العلوم (ظاہر پیر، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان) میں پڑھتے تھے، اور یہی وہ زمانہ تھا جب قادیانیت کے خلاف فیصلہ کن تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اپنے عروج پر تھی۔ آپؒ کے استاذ، مولانا منظور احمد نعمانی تحریر فرماتے ہیں: ’’شہید موصوف فقیر کے ہاں تین سال رہے، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران بھی ہمارے ہاں تھے، ایسے سعادت مند نوجوانوں کی ہمت وشجاعت سے ضلع رحیم یار خان میں مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر تحریک کے سلسلہ میں پہلے نمبر پر تھا۔‘‘ (ماہنامہ بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص:۲۷)

حضرت استاذ جی کی اس شہادت (گواہی) سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت جلال پوری شہیدؒ کی نیو ہی ختم نبوت کے تحفظ کے کام سے اٹھائی گئی تھی، تب ہی آپ اس جوش وجذبہ اور ہمت وشجاعت کے اوصاف سے متصف تھے۔ اس ضمن میں آپؒ نے ماہنامہ بینات اور ہفت روزہ ختم نبوت میں اپنے اداریوں اور دیگر مقالات ومضامین کا موضوع خصوصیت کے ساتھ ردِ قادیانیت، تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کو بنایا۔ ان میں آپؒ کی بعض تحریریں علمی اور تحقیقی نوعیت کی ہیں، جیسے: ’’قادیانیت کا مکروہ چہرہ (کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اوران کا جواب)‘‘، یہ عام کتابی سائز کے ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ حضرتؒ لکھتے ہیں: ’’بلاشبہ اس کا تو مجھے پہلے بھی علم بلکہ یقین تھا کہ قادیانیت، اسلام کی ضد ونقیض ہے، اور جس طرح آگ و

پانی اور دن ورات کا اجتماع محال ہے، ٹھیک اسی طرح قادیانیت اور اسلام کا اکٹھا ہونا بھی محال ہے۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ قادیانی سیدھے سادے مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے نام سے دھوکا دیتے ہیں، ورنہ انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے جتنا بغض، عداوت اور نفرت ہے شاید دنیا کے کسی بدترین کافر ومشرک کو بھی ان سے اتنا بغض وعداوت نہ ہوگی۔ بلاشبہ اس خط کو پڑھنے کے بعد قادیانی امت کی اسلام دشمنی اور نبی اُمی ﷺ سے ان کی دلی نفرت وعداوت علم الیقین سے نکل کر عین الیقین کے درجہ میں آ گئی۔‘‘

اس کے بعد آپ نے تمام سوالات کے الگ الگ تفصیلی جواب قلم بند فرمائے ہیں۔ یہ مقالہ’’دور حاضر کے فتنوں کا تعاقب‘‘ میں شامل ہے۔ اسی طرح آپ نے’’ظہور مہدیؓ ونزول مسیحؑ: ایک خط کا جواب‘‘ میں پانچ قادیانی سوالات کے تسلی بخش جوابات تحریر کئے ہیں۔’’حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں رفیق ڈوگر کی علمی فکری ٹھوکر‘‘ کے زیر عنوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ورفع کے انکار پر مشتمل کالم، جو ایک قومی اخبار میں شائع ہوا، اس کا تفصیلی جواب سپرد قلم کیا ہے۔’’جھوٹے نبیوں کی آمد کیوں؟‘‘ میں آپ نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی شستہ اسلوب میں نقاب کشائی کی ہے۔ آپ عالمی سطح پر ہونے والی توہین رسالت کے خاکوں کی اشاعتی مہم کو قادیانی سازشوں کا شاخسانہ قرار دیتے تھے، چنانچہ ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک میں شائع ہونے والے توہین آمیز خاکوں کے پس منظر کو بیان کرنے کے لئے آپؒ نے ایک مضمون تحریر کیا۔ نیز آپؒ کے بعض مضامین ملکی حکمرانوں اور عالمی مسلم قائدین کو قادیانی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنے کے لیے لکھے گئے، بالخصوص’’قادیانیوں کو حج کوٹہ، لائق شرم اقدام‘‘،’’سعودی حکمرانوں کے نام کھلا خط‘‘،’’حرمین کے تقدس کو بچائیے‘‘،’’حرمین کو قادیانیت کی نجاست سے بچائیے‘‘ وغیرہ مضامین لکھ کر آپؒ نے حرمین شریفین کی اس ناپاک فتنہ سے حفاظت میں اپنا فرض ادا کیا۔ اور آپؒ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری صرف لکھنے کی حد تک ہی کافی نہ سمجھتے تھے بلکہ جہاں ضرورت پیش آتی تو آپؒ متعلقہ افسران سے ملاقات کر کے بھی انہیں قادیانی فتنہ سے خبردار کرتے، چناں چہ اس سلسلہ کی ایک ملاقات سعودی قونصل جنرل سے کی، جس کی روداد آپؒ نے خود’’سعودی قونصل جنرل سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کی ملاقات‘‘ کے زیر عنوان قلم بند کی ہے۔ اسی طرح آپؒ نے بعض ختم نبوت کانفرنسوں’’بادشاہی مسجد لاہور، چناب نگر کانفرنس، برمنگھم کانفرنس‘‘ کی روداد بھی تفصیلی مرتب کی ہے۔ حضرتؒ نے قادیانیت سے متعلق فقہی سوالات کے جوابات’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ کے تحت روزنامہ جنگ میں اور کچھ سوالات کے جوابات ہفت روزہ ختم نبوت میں بھی لکھے اور اس طرح افتاء کے میدان میں قادیانیت کی شرعی حیثیت واضح کی۔ یہ تمام تر تحریریں، مضامین ومقالات اور فقہی سوال وجواب آپؒ کی تین کتابوں:’’دور حاضر کے فتنوں کا تعاقب، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۱، اور حدیث دل، ج: دوم‘‘ میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

وفاق المدارس کے نصاب میں شامل کتاب ’’آئینہ قادیانیت‘‘ کی تصحیح کرنے کے ساتھ ساتھ اسے وفاق کے نصاب میں شامل کرنے کے لیے سعی وکوشش بھی کی اور اس سلسلہ میں متعدد بار ارباب وفاق المدارس سے ملاقاتیں کیں۔ اپنے شیخ ومرشد حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی ردقادیانیت پر تمام تحریریں جمع کر کے تحفۂ قادیانیت کے نام سے چھ جلدیں تیار کروائیں اور انہیں جدید ترتیب وتخریج کے ساتھ شائع کیا، حضرتؒ کی تحریروں کے علاوہ اس موضوع پر تقریریں اور انٹرویوز بھی تلاش کر کے اس کتاب میں شامل کئے۔ اس طرح ردقادیانیت پر ایک عالم دین کا اتنا ضخیم مواد یکجا کردیا، جسے ردقادیانیت کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ یقیناً یہ عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا حضرت جلال پوری شہیدؒ کی محنت وجستجو کے بغیر منظر عام پر نہ آسکتا تھا۔

آپؒ نے اپنے شیخ حضرت لدھیانویؒ کی حیات کے آخر میں حضرتؒ کے حکم پر ’’فتنۂ گوہر شاہی‘‘ کتاب مرتب کی، اس تصنیف لطیف سے پورے پاکستان میں بہت سے لوگوں کو ریاض احمد گوہر شاہی کی روسیاہی، گمراہ کن عقائد اور اس کے کالے کرتوتوں سے آگاہی ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مفتی محمد راشد مدنی شہادت دیتے ہیں: ’’بندہ خود چشم دید گواہ ہے کہ رحیم یار خان کے گاؤں چک ۱۰۶ پی میں اس کتاب کی برکت سے سوفیصد یہ فتنہ مٹ گیا۔‘‘ (بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ص:۳۱۳)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے بزرگ راہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی مدظلہ لکھتے ہیں: ’’ہمارے ہاں دیہاتوں میں فتنۂ گوہر شاہی پھوٹ پڑا، حضرت جلال پوری شہیدؒ کو فون پر آگاہ کیا، حضرت نے فتنۂ گوہر شاہی پر پچیس کتابیں فوراً روانہ کردیں، وہ میں نے انتظامیہ کے اہم ذمہ داروں تک پہنچادیں، اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ڈی پی او بھکر سیّد پرویز قندھاری خود حرکت میں آیا اور گوہر شاہی کے چیلے ڈی پی او کی ہمت سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھے۔ حضرت وقتاً فوقتاً کارگزاری سے آگاہ ہوتے رہتے تھے۔‘‘ (بینات، شہید ناموس رسالت نمبر، ۲۹۴)

حضرت جلال پوری شہیدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے تو ایسے دل وجان سے کہ اپنا اوڑھنا بچھونا اسی کو بنالیا۔ آپؒ مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، آپؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی امارت پر بھی فائز تھے۔ معمولات کے ایسے پابند تھے کہ خواہ کتنا ہی طویل سفر طے کر کے آئے ہوں، سفر حج ہو یا عمرہ، ملکی سفر ہو یا غیر ملکی سفر، آپؒ جوں ہی گھر پہنچتے تو فوراً ہی دفتر ختم نبوت جانے کی تیاری شروع فرمادیتے۔ گھر والے اصرار کرتے کہ تھکے ہوئے ہیں، آرام کرلیں۔ مگر آپؒ بہر صورت دفتر تشریف لے جاتے تھے۔ اسی طرح ہڑتال ہونے کی صورت میں بھی آپ دفتر سے ناغہ نہ کرتے، اور اگر دفتر کے راستے سے کوئی جلوس گزر رہا ہوتا تو مسلسل دفتر رابطہ کر کے صورت حال معلوم کرتے رہتے کہ جلوس چلا گیا اور راستہ کھل گیا یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ملتا تو آپؒ پھر دفتر تشریف لے جاتے۔ غرض یہ کہ آپؒ نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اپنے شیخ ومرشد حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی مسند کو اپنے دم سے بھرپور آباد رکھا۔

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کا وصال

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

فن حدیث اور اسماء الرجال کے متبحر عالم دین ابن حجر ثانی دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث، ماہنامہ دارالعلوم کے ایڈیٹر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی بھی سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون !ان کی وفات دارالعلوم دیوبند اور بھارت سمیت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ان کے ہزاروں مؤقر تلامذہ اور تلامذہ کے لاکھوں باوقار شاگرد کے ساتھ ساتھ ملت اسلامیہ ہند اور عالم اسلام کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ دو عشروں سے ہی حضرت والاؒ کی صحت وسلامتی کے لئے پورے ملک میں مسلسل دعائیں ہورہی تھیں۔ مگر مرضی مولیٰ کہ ۱۳رمئی ۲۰۲۱ء کو اپنی حیات مستعار کی آخری سانس لے کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ دور قحط الرجال میں یوں اکابرین علماء دیوبند کی رحلت کا تسلسل دارالعلوم دیوبند ہی کے لئے نہیں بلکہ ملت اسلامیہ ہند اور عالم اسلام کے لئے بہت بڑا سانحہ اور خسارہ ہے۔

مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری کا وصال

۲۲رمئی ۲۰۲۱ء کو یہ غم انگیز اور افسوسناک خبر ملی کہ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز استاذ اور کارگزار مہتمم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصوری پوریؒ اللہ تعالیٰ کی جوار رحمت میں حاضر ہوگئے۔

حضرت قاری صاحب کی رحلت نہ صرف منتسبین دارالعلوم بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے غم انگیز سانحہ ہے۔ وہ انتہائی شریف النفس باکمال اور ذی علم شخص تھے، انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد سے لے کر اپنی وفات تک ملت اسلامیہ کو فائدہ پہنچانے اور تربیت یافتہ نسل تیار کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ وہ خاموش مزاج، متواضع اور صاحب بصیرت شخص تھے۔ خانوادہ سادات سے ان کا تعلق تھا۔ آپ شیخ الاسلام حضرت مدنی کے نسبتی بیٹے تھے اور اس عظیم خانوادے کی شرافت ونجابت اور سادگی وشرافت ان کے ایک ایک عمل سے نمایاں تھی، وہ مال وجاہ کی طلب اور ستائش کی تمنا اور صلہ آرزو سے فاصلہ رکھنے والے انسان تھے۔ اخلاص واستقامت ان کی کتاب زندگی کے نمایاں ابواب ہیں۔ انہوں نے تقریباً پچپن سال تدریس وتعلیم کی خدمت انجام دی اور ہزارہا ہزار طالبان علوم نبوت نے ان سے استفادہ کیا۔ اسی طرح جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے بھی انہوں نے نمایاں کام کیا۔ کچھ عرصہ جمعیت علماء ہند کے صدر بھی رہے اور تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کل ہند کے ناظم عمومی رہے۔ اندرون

وبیرون ملک قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھا۔ اپنی عمر طبعی گزار کر اور علالت کے شدائد کو جھیل کر گناہ اور معصیت سے پاک صاف ہو کر جمعہ کے مبارک دن بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگئے۔ یہ بھی ان کے عنداللہ مقبول ہونے کی ایک نشانی ہے۔

حضرت قاری صاحبؒ کئی نسلوں کے استاد تھے اور ان کے زیر سایہ بڑے قیمتی افراد تیار ہوئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے اپنے بعد بڑی قابل قدر اولاد بھی چھوڑی ہے۔ بالخصوص ان کے صاحبزادگان مولانا مفتی محمد سلمان منصوری پوری اور مولانا مفتی محمد عفان منصور پوری ان کے علم وعمل اور اعتدال و جامعیت کے وارث اور ملت اسلامیہ کے مخلص خادم ہیں۔ حضرت قاری صاحبؒ کی رحلت پر ہم دلی رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کی اولاد واحفاد اور متعلقین ومنتسبین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

مولانا نور عالم خلیل امینی کا وصال

آپ کی ولادت ۱۸؍دسمبر ۱۹۵۲ء کو انڈیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، دارالعلوم مئو اور دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ درس نظامی کی تکمیل مدرسہ امینیہ دہلی میں ہوئی۔ اساتذہ میں وحیدالزمان کیرانوی اور مولانا محمد میاں دیوبندی جیسے اکابر شامل تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند میں ادب کے استاذ تھے۔ عربی، اردو ادب کے نامور اور ممتاز رہنماؤں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ عربی اور اردو زبان کے نامور اور بلند پایہ مصنف تھے۔ آپ کی کتاب مفتاح العربیہ انڈیا کے مختلف مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ ایک کتاب ''فلسطین فی انتظار صلاح دین'' پر آسام یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا گیا۔ آپ کو ۲۰۱۷ء میں صدارتی سرٹیفکیٹ آف آنر سے بھی نوازا گیا۔ ۳؍مئی ۲۰۲۱ء کو دار فانی سے رخصت ہوئے۔

جناب بھائی عبداللطیف تلونڈی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلونڈی ٹوبہ کے ذمہ دار بھائی عبداللطیف کے والد گرامی جناب محمد یوسف سو سال سے زائد عمر پانے کے بعد ۲۸؍اپریل ۲۰۲۱ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم پوری زندگی صوم وصلوٰۃ کے پابند رہے۔ نیک سیرت انسان تھے۔ دینی مساجد و مدارس سے محبت رکھنے کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے حضرات کے ساتھ بھی دلی لگاؤ رکھتے تھے۔ نماز جنازہ میں علاقہ بھر کے علماء کرام، حفاظ وقراء اور کثیر عوام الناس نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ٹوبہ کے تمام دینی مدارس میں مرحوم کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

مولانا ریاض احمد درانی کا وصال

مولانا اللہ وسایا

۱۵/اپریل ۲۰۲۱ء کو جمعیت علماء اسلام پاکستان کے ممتاز رہنما مولانا ریاض احمد درانی وصال فرما گئے۔آپ حضرو کے علاقہ بہبودی کے رہنے والے تھے۔آپ پختون قوم کی معروف برادری درانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والد گرامی حضرت مولانا مہابت خان دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔عرصہ تک مدرسہ اشرف المدارس گرونانک پورہ فیصل آباد میں پڑھاتے رہے۔پھر وحدت روڈ لاہور کے پائلٹ سکول کی مسجد میں خطابت فرماتے رہے۔مولانا مہابت خان شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خلیفہ مجاز مولانا سید پیر خورشید احمد گیلانی کے خلیفہ مجاز تھے۔مولانا ریاض درانی اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی پہلے فیصل آباد پھر لاہور میں پڑھتے رہے۔والد گرامی کے وصال کے بعد پائلٹ سکول کی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔

آپ جمعیت علماء اسلام کے بنیادی اور پختہ نظریاتی ساتھی تھے۔آپ متعدد بار جمعیت علماء پنجاب کے عہدے دار رہے۔بارہا جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات بھی رہے۔آپ نے جمعیت پبلی کیشنز کے نام پر اشاعت کتب کا ادارہ اردو بازار لاہور میں قائم کیا۔مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کے فتاویٰ محمودیہ اور تفسیر محمود کو کئی جلدوں میں عظیم الشان طریقہ پر شائع کیا۔جمعیت علماء اسلام کے تاریخی وقومی ورثہ اور لٹریچر کو آپ نے زندہ جاوید رکھا۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر اہم موڑ پر پیش پیش ہوتے۔آخر وقت تک بڑی جرأت اور ثابت قدمی کے ساتھ متحرک رہے۔لاہور میں آپ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے دست وبازو شمار ہوتے تھے۔حق تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔آپ کے صاحبزادہ مولانا بلال درانی اور پورا خاندان تعزیت کا مستحق ہے۔اللہ رب العزت ان کے حامی وناصر ہوں۔

جناب محمد ادریس اپل کا وصال

آپ خاندانی طور پر جمعیت علماء اسلام کے نظریاتی کارکن تھے، کالج کی تعلیم کے دوران جمعیت طلباء اسلام میں اور فراغت کے بعد جمعیت علماء اسلام میں بھرپور متحرک رہے۔تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں بھرپور حصہ لیا، تحریکی بہادر ساتھی تھے۔۳/مئی ۲۰۲۱ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔اللہ رب العزت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔آمین!

جناب عزیز الرحمٰن رحمانی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ''ماہنامہ لولاک'' اور مرکزی مکتبہ ختم نبوت کے محاسب جناب عزیز الرحمٰن رحمانی کے ۱۶ سالہ صاحبزادہ جناب حسین احمد دیرینہ اور طویل علالت کے باعث ۲۵ مئی ۲۰۲۱ء کو ملتان ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ ان کا جنازہ راجن پور لے جایا گیا۔ جہاں رات ۱۱ بجے جنازہ کے بعد انہیں اللہ رب العزت کی رحمت کے سپرد کر دیا گیا۔ مولانا حافظ محمد انس، حافظ یوسف ہارون اور مولانا محمد بلال نے مرکزی دفتر سے جنازہ میں نمائندگی کی۔

مولانا سیف الدین سیف لاہور

مولانا سیف الدین سیف، میاں قیام الدین سکنہ عباس پور آزاد کشمیر کے صاحبزادہ تھے۔ آپ ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا عبدالکریم سے حاصل کی۔ پرائمری تعلیم قلندر آباد ضلع مانسہرہ میں حاصل کی۔ دینی تعلیم الیاسی مسجد ایبٹ آباد کے مولانا محمد نواز۔ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی کے جامعہ حنفیہ اور گوجرانوالہ جامعہ عربیہ حضرت مولانا محمد چراغ سے حاصل کی۔ گوجرانوالہ تعلیم کے دوران کامونکی میں امامت وخطابت بھی کرتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بیعت ہوئے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور ۱۹۶۷ء میں دورہ حدیث شریف کیا۔ غالب مارکیٹ گلبرگ میں جامع مسجد رضوان کی تعمیر وترقی، درس وتدریس، خطبہ جمعہ شروع کیا اور پھر یہاں سے ہی جنازہ اٹھا۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے بنیادی رفقاء میں سے تھے۔ تمام تحریکوں میں پیش پیش رہے۔ حق تعالیٰ ان کی تربت کو بقعۂ نور بنائیں۔

مولانا شاہ محمد لاہور

۲۹، ۳۰ مئی ۲۰۲۱ء کی درمیانی شب لاہور میں حضرت مولانا شاہ محمد وصال فرما گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون! مولانا شاہ محمد کے والد گرامی اعوان برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور نام گل نصیب تھا۔ مولانا شاہ محمد ۱۹۳۰ء میں ڈھوک ضلع تلہ گنگ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قرآن مجید اور سکول کی اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر اس علاقہ کے گاؤں لیٹری میں پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ (حضرت مولانا بدیع الزمان استاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری بھی اسی گاؤں کے باسی تھے) انہی ضلع گجرات، قلعہ دیدار سنگھ، فیصل آباد میں بھی آپ پڑھتے رہے۔ قریباً ۱۹۶۰ء میں دورہ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ حضرت مولانا رسول خان، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ایسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ فراغت کے بعد رحمان پورہ لاہور

تشریف لائے۔ مسجد ومدرسہ کی تعمیر وترقی کے لئے ساعی ہوئے۔ جامعہ قاسمیہ رحمان پورہ کے بانی ومہتمم آپ تھے۔ نصف صدی سے زائد اس ادارہ میں آپ نے قرآن وسنت کے دیپ جلائے رکھے۔ بلامبالغہ سینکڑوں آپ کے شاگرد ہوں گے۔ ابتداء تمام درجات کو اکیلے سبق پڑھاتے تھے اور یومیہ اسباق کی تعداد پندرہ سولہ سے کم نہ تھی۔ آج اللہ رب العزت کا فضل ہے موقوف علیہ تک تعلیم ہوتی ہے اور بھرپور کامیاب تدریس کے لئے یہ ادارہ ایک شہرت رکھتا ہے۔ آپ ابتداء میں جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے۔ حضرت درخواستی، حضرت مفتی صاحب، حضرت ہزاروی ایسے اکابر سے آپ کا تعلق تھا۔ ایک بار اس حلقہ سے الیکشن بھی لڑا۔

آپ کا بیعت کا تعلق شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین سے تھا۔ قاضی صاحب نے جب خدام اہل سنت کی بنیاد رکھی تو مولانا شاہ محمد کی تمام خدمات بھی اس کے لئے وقف ہو کر رہ گئیں۔ آپ نے اس تعلق کو نبھایا اور خوب نبھایا بلکہ حق ادا کردیا۔

حضرت مولانا شاہ محمد جملہ اکابرین کی طرح عقیدہ ختم نبوت کے لئے دل حساس رکھتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی اور معاونت کو اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا۔ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ اور ۱۹۸۲ء کے بعد چناب نگر کی کانفرنسوں میں پوری جماعت اور طلبہ کرام سمیت بھرپور وفد کے ساتھ شرکت فرماتے تھے۔ لاہور مجلس کے مرکز مسلم ٹاؤن کی سرپرستی اپنے اوپر لازم کر رکھی تھی۔ تمام خدام ختم نبوت کے لئے غائبانہ دعاگو تھے۔ صحت کے آخری زمانہ تک لاہور کا کوئی ایسا پروگرام نہیں جو آپ کی سرپرستی یا صدارت کے بغیر ہوا ہو۔ عظمت صحابہؓ واہل بیتؓ کے لئے لاہور میں آپ کا وجود منزل مقصود تھا۔ اس عنوان پر جب گفتگو کرتے تو ایسے لگتا تھا کہ قلب وجگر کی اتھاہ گہرائیوں سے حق وصداقت کی صدائے قلندری عرش الٰہی کی بلندی کی طرف محو پرواز ہے۔ بات دل سے کہتے تھے اور سننے والوں کے دلوں پر براہ راست اثر پذیر ہوتی تھی۔ وہ قال کے نہیں بلکہ حال کے عالم ربانی تھے۔ ان کا وجود کفر وضلال کے لئے درّہ عمرؓ کی حیثیت رکھتا تھا۔ دینی اقدار کے تحفظ وبقاء کے لئے کسی مصلحت کوشی کے روادار نہ تھے۔ اس دھرتی پر اعلائے کلمۃ الحق کا نشان منزل تھے۔ ان کی للکار حق بڑے بڑے سورماؤں کے جگر پاش پاش کردیتی تھی۔

آپ ایسا عبادت گزار وشب بیدار، عالم ربانی، عاشق رسول مقبول ﷺ شاید مدتوں اہل علاقہ کو نہ مل سکے۔ وہ اس دھرتی پر انعام الٰہی تھے۔ وہ کیا گئے کہ تاریخ کا ایک درخشندہ باب بند ہوگیا۔

مولانا رشید احمد نور پوری کا وصال

آپ ۸/مئی ۲۰۲۱ء کو وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! نور پور نورنگہ ضلع بہاول پور میں جی۔ٹی روڈ پر واقع ہے۔ یہاں کی جامع مسجد کے مہتمم ومتولی خواجہ برادری کا ایک دینی وعلمی گھرانہ ہے۔

ان کی کئی نسلوں میں اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے تسلسل کے ساتھ دینی تعلیم کا رجحان ہے۔ تین بھائی تھے۔ مولانا اللہ بخش، مولانا رحمت اللہ، مولانا مفتی عبدالعزیز۔ یہ تینوں عالم تھے، مولانا اللہ بخش اور مولانا رحمت اللہ دونوں بھائی جامعہ امینیہ دہلی کے فاضل تھے۔ مولانا اللہ بخش کے بیٹے مولانا عطاء اللہ اپنے والد کی مسجد کے مہتمم ومتولی امام وخطیب مقرر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد اب ان کے صاحبزادے مولانا قاضی ضیاء اللہ ان خدمات کو سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا رحمت اللہ کا جامع مسجد الصادق بہاول پور کے سامنے ’’رحمت بک کمپنی‘‘ کے نام پر مکتبہ تھا اور کسی زمانہ میں اس کا ایک بڑا نام تھا۔ مولانا رحمت اللہ لاولد تھے۔ تیسرے بھائی حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مدنی کے شاگرد تھے۔ جناب مفتی صاحب کے ایک صاحبزادے مولانا رشید احمد نورپوری تھے۔ آپ ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ جامعہ عباسیہ بہاول پور سے تحصیل علم کیا۔ بہت ہی درویش صفت، منکسر المزاج، سادہ طبیعت، عاجزی ومسکنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ گورنمنٹ ہائی سکول میں تدریس کے ساتھ ساتھ مسجد کی آبادی اور اس کے ساتھ مکتبہ رشیدیہ قائم کر رکھا تھا۔ خوب لکھنے پڑھنے کے عادی تھے۔

بہاول پور، رحیم یار خان، بہاول نگر کے تین اضلاع پر مشتمل آج جو ڈویژن ہے۔ کسی زمانہ میں یہ تینوں اضلاع مل کر ریاست بہاول پور کہلاتے تھے۔ ریاست بہاول پور کے علماء، مشائخ کے حالات پر مشتمل مولانا رشید احمد نے تین رجسٹر بنا رکھے تھے۔ قدیم وجدید علماء، مشائخ کے جہاں جہاں سے جو حالات ملتے ان میں جمع کرتے رہتے تھے۔ جو تعزیتی مضمون یا خبر ہوتی نقل کر لیتے یا فوٹو کرا کر چسپاں کر لیتے۔ کسی عالم دین، شیخ طریقت یا نامور پر مضمون نہ ملتا تو خود حالات جمع کر لیتے۔ بلا مبالغہ سینکڑوں صفحات پر مشتمل ان کے پاس اس خطہ کی تاریخ محفوظ تھی۔ خود وضع دار آدمی تھے کسی کو کہہ کر شائع نہ کر پائے اور خود شائع کرنے کی مقدرت نہ رکھتے تھے۔ آخری عمر تک ان رجسٹروں کو سینہ سے لگائے رکھا۔ کاش یہ چھپ جائیں تو اس خطہ کی اس رخ سے تاریخ کا بہت بڑا سرمایہ محفوظ ہو جائے گا۔ فقیر راقم کے دل میں بار بار خیال آیا کہ جامعہ دارالعلوم مدنیہ کے مولانا عطاء الرحمن، جامعہ صدیقیہ کے مولانا قاری غلام یاسین اور جامعہ اسعد بن زرارہ کے سید مظہر شاہ اسعدی، مولانا فضل الرحمن درخواستی، مولانا حبیب الرحمن درخواستی اسی طرح بہاول نگر کے مولانا جلیل احمد اخوند، مفتی خلیق احمد، فقیر والی کے مولانا محمد قاسم قاسمی منچن آباد کے مولانا معین الدین ایسے حضرات پر مشتمل علماء کرام کا ایک اجلاس بلایا جائے۔ ان میں سے ایک کمیٹی بن کر یہ کام اپنے ذمہ کر لے تو بہاول پور ڈویژن کے علماء ومشائخ اور ناموران کی تاریخ شائع ہو سکتی ہے۔ لیکن فقیر کمر شکستہ اور چراغ سحری ہے۔ ان حضرات کی ترجیحات کا معلوم نہیں۔ اس سرمایہ کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔

مولانا رشید احمد عرصہ تک سید حافظ عطاء المنعم شاہ بخاریؒ کے ہاں ملتان میں زیر تربیت رہے۔ایک بار انہیں ترجمان اسلام کے لئے لاہور لے جانے کی حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے بھی خواہش کا اظہار کیا۔مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی مرحوم انہیں ’ہفت روزہ لولاک فیصل آباد‘ کے لئے مولانا تاج محمود کے پاس بھی لے جانا چاہتے تھے لیکن مولانا رشید احمد نور پوری ایسے فاقہ مست درویش تھے کہ کہیں کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔عاش سعیداً و مات سعیداً! کا مصداق تھے۔اب وہ گئے اور یادیں رہ گئیں۔

چوہدری محمد شفیع چناب نگر کا وصال

۴؍مئی ۲۰۲۱ء چناب نگر مسلم کالونی کے چوہدری محمد شفیع قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون !چنیوٹ کے موضع سانب کے سکونتی مسلم شیخ برادری سے تعلق رکھنے والے جناب محمد شفیع ۱۹۷۰ء کی دہائی میں چناب نگر کے پہاڑوں کے پتھروں کی کٹائی کرنے کے کام کے ٹھیکہ دار تھے۔۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر مسجد محمدیہ کی تعمیر ہوئی تو ہمارے ابتدائی مسلمان ساتھیوں میں سے ایک جناب محمد شفیع بھی تھے۔

چناب نگر دریا کے کنارے مسلم کالونی لوانکم ہاؤسنگ سکیم کے تحت قائم ہوئی تو پلاٹوں کی پہلی قرعہ اندازی میں آپ کو پانچ مرلے کا یہاں پلاٹ الاٹ ہوا۔اس وقت جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی کی الاٹ منٹ مجلس کو ہوچکی تھی۔مسجد کے پلاٹ کی چاردیواری کا سلسلہ جاری تھا،اس کام میں شریک رفقاء میں ایک بھائی محمد شفیع بھی تھے۔

چناب نگر بلدیاتی الیکشن میں پہلی بار مسلمانوں کے جس گروپ نے کامیابی حاصل کی ان میں ایک محمد شفیع بھی تھے۔حضرت مولانا تاج محمود انہیں چوہدری محمد شفیع کے نام سے پکارتے تھے۔چنانچہ مسلم شیخ کی بجائے چوہدری کے نام سے جان پہچان وشہرت ہوگئی۔پلاٹوں کی الاٹ منٹ کے بعد ان کے قبضہ،نقشہ کی منظوری کا مرحلہ بھی طے ہوگیا۔اب تعمیر کا مرحلہ تھا۔قادیانی کذاب اینڈ کو نے جارحانہ جھوٹا روایتی پروپیگنڈا کر رکھا تھا کہ ہائیکورٹ کا ہم نے سٹے لے رکھا ہے کوئی تعمیر نہیں کرسکتا۔

فقیر راقم کی ان دنوں چناب نگر میں ڈیوٹی تھی۔چوہدری صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوں اور تعمیر کا آغاز کریں۔وہ بھی قادیانی کذابوں کے دجالی پروپیگنڈا سے متاثر تھے۔فقیر نے پانچ ہزار روپے سے ان کے پلاٹ پر اینٹیں ڈلوانے کی حامی بھرلی۔اس زمانہ میں پانچ ہزار روپے میں آٹھ ہزار پختہ اینٹ مل جاتی تھی۔ان کے پلاٹوں پر اینٹیں کیا جمع ہوئیں کہ قادیانیوں کے سینے پر مونگ دلنے شروع ہوگئے۔چوہدری صاحب شریف عزت دار،دھڑلے کے پکے،بھلے مانس انسان تھے۔وہ دل وجان سے

تعمیر کے لئے آمادہ ہوگئے۔ مجھے پانچ ہزار واپس کئے۔ اگلے دن بنیادوں پر مزدور لگا دیئے۔ قادیانی کارندے باری باری سائیکلوں پر چکر لگانے لگے۔ چوہدری صاحب نے ان ملعون شرارتیوں سے آنکھیں بند کر کے کام جاری رکھا۔ چند فٹ مکمل بنیادیں ابھی نہیں اٹھی ہوں گی کہ کئی ریٹائرڈ قادیانی پٹواری آ گئے کہ آپ تعمیر نہیں کر سکتے، سٹے ہے۔ چوہدری صاحب نے ان سے فرمایا کہ میاں یہ مکان مجلس تحفظ ختم نبوت بنوا رہی ہے۔ ان کے نمائندہ وہ سامنے مسجد کے پلاٹ پر ہیں۔ ان سے مل لیں جو کہنا ہے ان سے کہیں، میرے پاس آئندہ نہ آنا۔ ویسے اگر تعمیرات پر پابندی ہے تو آپ کی بجائے پولیس کو آنا چاہئے۔ آپ کا آنا کئی خدشات اور نقصان کا باعث ہوسکتا ہے۔ قادیانی کھسیانی بلی کھمبا نوچے اپنی قیادت کے پاس گئے۔

انہوں نے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے سامنے ماتھے ٹیک دیئے۔ آر۔ایم صاحب کا ملنے کے لئے پیغام آ گیا۔ چوہدری صاحب اور فقیر شام کے ٹائم ان کے مکان پر چلے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی موقف یہ ہے کہ تعمیرات کا ہائیکورٹ سے سٹے ہے۔ فقیر نے عرض کیا کہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کے پاس سٹے ہوتا تو وہ ایک اینٹ لگنا گوارہ نہ کرتے۔ آپ انہیں فرمائیں وہ سٹے کے مدعی ہیں تو سٹے دکھانا ان کی ذمہ داری ہے۔ ہم سے آپ الاٹ منٹ لیٹر، نقشہ منظوری سلیپ، نقشہ یہ چیزیں اور یجنل ساتھ ہیں وہ دیکھ لیں اور ان سے سٹے طلب کریں۔ آج کے بعد جو کرنا یا کہنا ہے وہ آپ خود یا پولیس آئے، قادیانی ہمارے پلاٹوں پر آ کر مغز ماری نہ کریں۔ ورنہ بنیادیں بھی موجود ہیں، چنائی بھی جاری ہے۔ یہ کہہ کر آ گئے۔ چونکہ چوہدری صاحب دیہات کے زمیندارانہ ماحول کے باسی تھے۔ اس بات سے ان کے پاؤں زمین پر نہ لگتے تھے۔ جو پوچھتا کیا ہوا؟ تو فرماتے کہ ہمارے مولوی صاحب نے حکومت کو بتا دیا کہ قادیانی دوبارہ تعمیر رکوانے کے لئے آئے تو بنیادوں اور چنائی کا کام جاری ہے، تعمیر جاری رہی۔ ان کا مکان ابھی چھت تک پہنچا ہوگا کہ دیکھا دیکھی اور دوستوں نے اینٹ، روڑا اور بھرتی منگوانے کے کام کا آغاز کرا دیا۔ یوں مسلم کالونی چناب نگر میں جامع مسجد ختم نبوت کے پلاٹ پر کام کے آغاز کے بعد سب سے پہلے مکان کی تعمیر چوہدری محمد شفیع کے مکان کی ہوئی۔

اولاد تنگڑی ہوگئی تو ان کو ٹرک لے کر دیا، ان دنوں مسلم کالونی کی بجائے جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن پر جمعہ ہوتا تھا۔ کالونی کے دوستوں کو ہر جمعہ اور عیدین پر اسٹیشن لے کر جانا چوہدری صاحب نے اپنے ذمہ ٹھہرایا اور ٹرک کو اس ڈیوٹی پر لگا دیا۔ آگے چل کر مسلم کالونی میں ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ مولانا حافظ احمد بخش، مولانا خدا بخش، حاجی رشید احمد (سکھر) اور دیگر رفقاء کے ساتھ چوہدری صاحب اس کی تیاری کے لئے پیش پیش ہوتے۔ جانوروں کی خریداری، راشن، ایندھن کے لئے جہاں جاتے والہانہ انداز

میں کانفرنس کا پروپیگنڈا بھی جاری رکھتے، جسے ملتے تو کہتے کہ میاں ختم نبوت کانفرنس حضور علیہ السلام کا سالانہ اجتماع ہے، میلہ ہے، عرس ہے۔ پتہ نہیں کن کن مانوس عنوانات سے علاقہ کے لوگوں کے مزاج کے مطابق دعوت دیتے۔ اپنی صحت کے زمانہ میں کوئی نماز ان کی مسجد کی جماعت کے بغیر نہ ہوتی۔ انہوں نے دل وجان سے مسجد ومدرسہ ختم نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ وخدمت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

کچھ عرصہ سے بیمار رہنے لگے فقیر بھی چناب نگر سے ملتان ڈیوٹی پر آ گیا۔ مولانا خدابخش، جناب عمر سید خان، جناب قیمد گل دیگر ہمارے ابتدائی رفقاء بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ فقیر سے ایک بار چناب نگر چوہدری صاحب ملے اور بڑی محبت ولاڈ سے کہا کہ میرا جنازہ آپ پڑھائیں گے۔ فقیر نے بشرط زندگی حامی بھر لی۔ ۳رمئی کو حضرت مولانا عزیزالرحمٰن ثانی کے والد صاحب کا جنازہ پڑھ کر ملتان آئے۔ اگلے روز شام کو ۴رمئی رات گئے چوہدری محمد شفیع انتقال فرما گئے۔ ۵رمئی کو تین بجے جنازہ ہوا۔ یوں ہماری تاریخ کا ایک روشن کردار ادا کر کے چوہدری صاحب اللہ رب العزت کے حضور چل دیئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

جناب حاجی مختار احمد کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واپڈا پیراں غائب ملتان کے امیر اور بزرگ رہنما جناب حاجی مختار احمد ۲۳مئی ۲۰۲۱ء کو دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ جناب حاجی مختار احمد ۱۹۴۰ء میں شکر گڑھ ضلع نارووال میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں کسب معاش کے لئے ملتان آئے تو یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ چالیس سال واپڈا پیراں غائب پاور ہاؤس میں ملازمت کرنے کے بعد ۲۰۰۰ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دور امارت سے مجلس کے ساتھ وابستہ تھے۔ ۵۶سال تک اپنے علاقہ میں عالمی مجلس کے امیر رہے اور قادیانیت کا خوب تعاقب کیا۔ اکابرین ختم نبوت پر دل وجان سے فدا تھے۔ خوب مرنجان مرنج انسان تھے۔ دامے، درمے، سخنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون تھے۔ سالہا سال سے عیدقربان کے موقع پر ان کے گھر کا دالان مجلس کے لئے چرمہائے قربانی کے کیمپ کے لئے مختص تھا۔ ہمیشہ اپنی مدد آپ کے تحت اس کار خیر کے لئے کوشاں رہے۔ ۲۴مئی ۲۰۲۱ء کو آپ کا جنازہ واپڈا پیراں غائب ملتان کی مرکزی مسجد ادا کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم اسلم اور راقم الحروف نے جنازہ میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اللہ کریم مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور بھائی اخلاق احمد، بھائی ایاز احمد سمیت تمام لواحقین کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ آمین! (مولانا محمد بلال)

حافظ محمد ابوبکر شیخ کا وصال

مولانا محمد عابد لاہور

حاجی محمود احمد ہوشیار پوری حضرت مدنیؒ سے بیعت ہوئے اور مولانا سید حامد میاںؒ سے اجازت وخلافت پائی۔ ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ۲۶؍جولائی ۱۹۶۴ء بروز اتوار ہوئی۔ جن کا نام محمد ابوبکر شیخ رکھا گیا۔

لاہور میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی، حفظ قرآن کریم کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف۔اے اور بی۔اے کی تعلیم حاصل کی۔ کالج کے زمانہ میں ہی جمعیت طلباء اسلام پاکستان سے وابستہ ہوئے اور مرکزی جوائنٹ سیکرٹری کے عہدہ تک خدمات انجام دیں۔ یہ وہ دور تھا جس دور میں قاضی فضل اللہ جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر تھے اور حضرت مولانا سراج احمد دین پوریؒ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہم مرکزی سیکرٹری کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے اور ملک میں آئین اور جمہوریت کی بحالی نیز وقت کے آمر ضیاء الحق کے لگائے گئے مارشل لاء کے خلاف اس وقت کی تمام سیاسی جماعتوں کے سب سے بڑے اور طویل ترین اتحاد ایم۔آر۔ڈی کا حصہ تھے۔

۱۹۸۶ء میں ''المحمود اکیڈمی'' اردو بازار لاہور کے ترجمان رسالہ ''ابابیل'' میں لکھنے سے صحافتی میدان میں قلمی خدمات کا آغاز کیا۔ ۱۹۸۷ء سے جمعیت علماء اسلام پاکستان میں عملاً شرکت کی۔

۲۰۰۳ء سے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے تنظیمی آرگن ماہنامہ ''الجمعیۃ'' راولپنڈی سے وابستہ ہوئے اور ڈپٹی ایڈیٹر کے طور پر آخری دم تک فرائض انجام دیتے رہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے بے باک مبلغ تھے۔

تصنیفی خدمات: (۱)اعتدال پسند قیادت (۲)مسلم دنیا کے بدلتے نقشے (۳)لیبیا کا مرد آہن (۴) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ شخصیت وافکار (۵) مولانا عبیداللہ سندھیؒ شخصیت وافکار (۶) مولانا عبیداللہ سندھیؒ حالات، جلاوطنی وافکار (۷) جمعیت علماء اسلام تعارف، تاریخ اور خدمات (۸) قومی سیاست اور جمعیت علماء اسلام حالات، واقعات، فیصلے اور پالیسیاں (۹) خطبات جمعیۃ علماء ہند (تلخیص)

علالت ووفات: ۲۸؍اپریل ۲۰۲۱ء بروز بدھ افطاری کے وقت روڈ ایکسیڈنٹ ہوا، دماغ میں شدید ضرب آئی، میو ہسپتال لاہور میں آپریشن ہوا لیکن وقت موعود آگیا تھا کہ ۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ، ۲؍مئی ۲۰۲۱ء بروز اتوار صبح تہجد کے وقت اپنے رب کے حضور پیش ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

قادیانی سلطنت کے لئے حکیم نورالدین کی مخفی سرگرمیاں

حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ

مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں وکشمیر اہل کمال کے قدر دان اور علم دوست حکمران تھے۔ خصوصاً علم طب سے ان کو خاص شغف تھا۔ ان کی سرکار میں قریباً پچیس نامی گرامی حکیم، ڈاکٹر اور وئید، جن میں حکیم نورالدین بھیروی، کلکتہ کے مشہور بنگالی ڈاکٹر گوپال چندر، حکیم فدا محمد دہلوی، حکیم سید احمد شاہ لاہوری اور حکیم ولی شاہ لاہوری خاص طور پر قابل ذکر ہیں ملازم تھے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بعد ان کے بڑے بیٹے مہاراجہ پرتاب سنگھ بتاریخ ۱۵ر ستمبر ۱۸۸۵ء گدی نشین ہوئے۔ لیکن چار سال کے بعد کرنل نسبٹ ریذیڈنٹ کی شکایات کی بنا پر حکومت ہند نے مہاراجہ کے اختیارات سلب کر کے وہاں کونسل مقرر کردی۔ مہاراجہ کے بھائی راجہ امر سنگھ اور راجہ رام سنگھ کونسل کے ممبر اور دیوان لچھمن داس ایمن آبادی کونسل کے صدر قرار پائے۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد دیوان لچھمن داس صدارت سے برطرف کردیئے گئے اور ان کی جگہ مہاراجہ ہری سنگھ کے والد راجہ امر سنگھ ممبر کونسل پریذیڈنٹ مقرر ہو گئے اور ان کی جگہ راجہ سورج کول نام ایک عہدہ دار لاہور سے سینئر ممبر بنا کر بھیجے گئے۔ راجہ امر سنگھ نے حکیم نورالدین کی بڑی قدر افزائی کی اور حکیم صاحب سے یہاں تک مانوس ہوئے کہ انہیں ریاست کے سیاہ وسپید کا مالک بنا دیا۔ ان نوازشوں کے سلسلہ میں حکیم صاحب کا مشاہرہ بھی چھ سو روپیہ ماہانہ کردیا اور رہنے کے لئے دیوان گوبند سنگھ کا ضبط شدہ مکان، جو ایک نہایت عالی شان محل تھا مفت عطا کیا۔ حکیم صاحب کا یہاں تک اقتدار بڑھا کہ ممبران کونسل تک ملاقات کے لئے ان کے مکان پر آیا کرتے تھے اور تو در کنار صیغہ فوجداری کے افسر اعلیٰ سردار بھاگ سنگھ جیسے عالی مرتبت لوگ بھی حکیم نورالدین کی ملاقات کو باعث فخر خیال کرنے لگے تھے۔ غرض ریاست کے طول وعرض میں حکیم صاحب کا طوطی بول رہا تھا اور ان کے اختیارات کا یہ عالم تھا کہ ان کے استصواب کے بغیر کسی کو کوئی سرکاری خدمت نہیں مل سکتی تھی۔

راجہ امر سنگھ کی ایک علیحدہ جاگیر علاقہ کشتواڑ میں تھی۔ یہ ایک وسیع کوہستان اور اچھا سرسبز علاقہ ہے۔ یہاں ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ کی سالانہ آمدنی تھی۔ راجہ امر سنگھ نے اپنی اس جاگیر کا انتظام کلیۃً حکیم نورالدین کے عنان اختیار میں دے دیا۔ اس منقطع ودور دست کوہستان کا محل وقوع کچھ اس انداز پر ہے کہ وہاں ایک مستقل حکومت کے قیام میں بڑی سہولتیں تھیں۔ محمد ابن تومرت اور اس قماش کے دوسرے دعاۃ کی

بنائے سلطنت کے حالات، جو میں کتاب ’’ائمہ تلبیس‘‘ میں قلم بند کر چکا ہوں، حکیم صاحب کے پیش نظر تھے۔ اس بنا پر جب سے کشتواڑ کے اختیارات تفویض ہوئے تھے ہر وقت وہ اپنی سلطنت کے قیام کے منصوبے سوچتے رہتے تھے اور کوئی وقت ایسا نہ تھا جب انہیں وہاں کی بادشاہت کے خواب نہ دکھائی دے رہے ہوں۔ ان ایام میں بسا اوقات اپنے احباب خاص سے کہا کرتے تھے کہ علاقہ کشتواڑ میں ایک اچھی سلطنت قائم ہوسکتی ہے۔اس عزیمت کو قوت سے فعل میں لانے کے لئے انہوں نے مرزا غلام احمد کو، جو اکثر حکیم صاحب کی ملاقات کے لئے جموں جایا کرتے تھے، نہ صرف اپنا رازدار بنایا بلکہ انہی کو حصول مقصد کا آلہ اور شریک کار تجویز کیا۔ کیونکہ جب تک کسی مذہبی رنگ میں ارادت مندوں کا وسیع حلقہ قائم نہ کیا جاتا اور تقدس واتقاء کے پردے میں جمعیت بہم نہ پہنچائی جاتی، کامیابی محال تھی۔ لوگ حیران تھے کہ حکیم نورالدین ایسے ذی اقتدار شخص نے مرزا غلام احمد جیسے گمنام آدمی کی کیونکر متابعت اختیار کی۔ جس میں نہ کوئی علمی یا عملی کمال تھا اور نہ کوئی دنیوی وجاہت تھی اور جس کا اپنا اعتراف تھا کہ ’’میں ایک گمنام اور اکیلا اور نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا جس کی نسبت توقع ہوسکتی تھی کہ بآسانی لوگ اس پر جمع ہو جائیں گے۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۵۴، ۵۵، خزائن ج۲۱ ص۷۰) لیکن وہ لوگ اس حقیقت حال سے بے خبر تھے کہ گرو کسی ضرورت سے چیلا بنا ہے اور آقا نے مصلحۃً غلامی کا لباس تصنع زیب تن کیا ہے۔

سب سے پہلی تجویز یہ تھی کہ وہاں سب اپنے آدمی بھرتی کئے جائیں۔ چونکہ کشتواڑ کا نظم ونسق اور عزل ونصب سب حکیم صاحب کے دست اختیار میں تھا۔ انہوں نے وہاں کے پرانے ملازموں کو نکالنا اور اپنے آدمیوں کو بھرنا شروع کیا۔ وہاں کسی شخص کا تقرر اس وقت تک عمل میں نہیں آتا تھا جب تک حکیم صاحب کو اس کے مرزائی ہونے کی تصدیق نہیں ہو جاتی تھی۔ کشتواڑ سے قطع نظر خود ریاست ہائے متحدہ جموں وکشمیر میں بھی حکیم صاحب بالکل مطلق العنان تھے۔ خصوصاً محکمہ تعلیم تو علیٰ وجہ کمال حکیم صاحب کے ہاتھ میں تھا۔ حکیم صاحب وہاں بھی اپنے آدمی بھرتی کر رہے تھے اور غیر مرزائیوں پر خواہ ہندو ہوں یا سکھ یا مسلمان اس محکمہ کے سارے دروازے بند ہو چکے تھے۔

یہ تو معلوم نہیں کہ حکیم صاحب نے مرزائی ملازموں اور اہل کاروں کی بھرتی کی تکمیل کے بعد اپنا آئندہ لائحہ عمل کیا تجویز کر رکھا تھا لیکن اتنا یقین ہے کہ وہ اور ان کے آلہ کار مرزا غلام، ہر وقت اپنی مجوزہ سلطنت کے خواب دیکھا کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے انہی ایام میں کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں اپنی اس متوقعہ سلطنت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ بھی کر دیا تھا۔ ’’یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے

ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے؟ ممکن ہے کہ کسی وقت ان کی یہ مراد بھی پوری ہوجائے۔'' (ازالہ اوہام ص۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷،۱۹۸)

قادیانی جمعیت کی طرف سے انگریزی حکومت کو خدشہ

حکیم نورالدین کی کوششوں سے مرزائیت کو جس درجہ کشمیر میں فروغ نصیب ہوا اس سے کئی گنا زیادہ یہاں پنجاب میں اس کو ترقی ہورہی تھی اور جوں جوں اس جماعت کی تعداد بڑھتی جارہی تھی حکام کا سوء ظن اور خطرہ بھی بڑھتا جارہا تھا۔ حکومت کو خوف تھا کہ مبادا یہ جماعت کبھی زور پکڑ کر مشکلات کا موجب بن جائے۔ خود مرزا قادیانی کے بیان سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ ۷؍اگست ۱۹۰۰ء کو اپنے آئندہ داماد سردار محمد علی خان کو لکھا ''جو کچھ آں محب صاحب نے صاحب کمشنر کی زبانی سنا تھا اس کی کچھ پروا نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ اور خیال انگریزی سلطنت کی نسبت بخیر اور نیک ہے۔ اس لئے آخر انگریزوں کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ سب کچھ تہمتیں ہیں کوئی تردد کی جگہ نہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر چہارم ص۱۱۰ جدید مکتوبات احمد ج دوم ص۲۵۴)

ایک اور خط میں لکھا: ''یہ ضروری ہے کہ کمشنر کے پاس آپ ہی جائیں اور دوسری کوئی تدبیر نہیں۔'' (ایضاً ص۱۲۴ جدید مکتوبات احمد ج دوم ص۲۷۸) اور ایک چٹھی میں لکھا۔ ''ہاں ایک بات میرے نزدیک ضروری ہے۔ گو آپ کی طبیعت اس کو قبول کرے یا نہ کرے اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ ''دو چار ماہ کے بعد کمشنر صاحب وغیرہ حکام کو آپ کا ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض شکی مزاج حکام کو جو اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ہمارے فرقہ پر سوء ظن ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی حکام کو نہیں ملتا اور مخالف ہمیشہ ملتے رہتے ہیں۔ پس جس حالت میں آپ جاگیردار ہیں اور حکام کو معلوم ہے کہ آپ اس فرقہ میں شامل ہیں۔ اس لئے ترک ملاقات سے اندیشہ ہے کہ حکام کے دل میں یہ بات مرکوز ہوجائے کہ یہ فرقہ اس گورنمنٹ سے بغض رکھتا ہے۔ گو یہ غلطی ہوگی اور کسی وقت رفع ہوسکتی ہے۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔'' (مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر چہارم ص۱۳۶ جدید مکتوبات ج دوم ص۲۹۰)

حکیم نورالدین کا جموں سے اخراج

آفتاب عالم تاب جس طرح طلوع کے بعد اپنی ارتقائی منزلیں بتدریج طے کرتے کرتے نصف النہار کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح نصف النہار کے بعد بھی آہستہ آہستہ اپنے تمام منازل سیر پورے کرکے غروب ہوتا ہے۔ لیکن حکیم نورالدین کا آفتاب اقتدار نصف النہار پر پہنچ کر یک بیک غروب ہوگیا اور دنیا اس فوری

زوال وانقلاب پر محوحیرت رہ گئی۔ کتاب ''ازالہ اوہام'' جس میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا ''ممکن ہے کہ میری حکومت و بادشاہت کے متعلق بھی کسی وقت علماء کی مراد پوری ہو جائے۔'' ۳؍ستمبر ۱۸۹۱ء کو شائع ہوئی تھی اور بادی النظر میں اس وقت مرزائی قصر سلطنت کی تکمیل کسی طولانی عرصہ کی منتظر نہ تھی۔ لیکن ''ازالہ اوہام'' کی اشاعت کے گیارہ ہی مہینہ بعد ایک ایسا زبردست جھٹکا آیا کہ مجوزہ سلطنت کی بنیادیں جو ہنوز کمزور تھیں اس کا کسی طرح مقابلہ نہ کر سکیں اور قادیانی شاہی کی ساری عمارت پیوند خاک ہو کر نابود ہو گئی۔ اگست ۱۸۹۲ء میں لارڈ لینڈ ڈون وائسرائے ہند جموں آئے۔ معزول مہاراجہ پرتاب سنگھ نے تمام صورت حالات عرض کی اور بتایا کہ ''کس طرح ان کے بھائی راجہ امر سنگھ نے حکیم نورالدین کو ریاست کے سیاہ وسپید کا مالک بنا رکھا ہے اور کس طرح حکیم قادیانی سلطنت کے قیام کے لئے ریشہ دوانیاں کر رہا ہے اور بڑے درد دل کے ساتھ اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ مسلوب الاختیارات ہونے کے بعد میرے لئے کوئی موقع نہیں رہا کہ میں انتظامی امور میں کوئی دخل دے سکوں۔'' وائسرائے نے مہاراجہ پرتاب سنگھ کو نسل کا پریذیڈنٹ اور راجہ امر سنگھ کو وائس پریذیڈنٹ بنادیا۔ اس طرح مہاراجہ پرتاب سنگھ کے تمام اختیارات بحال ہو گئے اور وہ عملاً پہلے کی طرح خودمختار مہاراجہ بنادیئے گئے اور حکیم نورالدین کے لئے حکم ہوا کہ ''بارہ گھنٹے کے اندر حدود ریاست سے نکل جائیں۔'' لاہور کے ایک ضعیف العمر طبیب نے جو حکیم نورالدین کے زمانہ عروج میں ریاست کے شاہی طبیبوں کے زمرہ میں داخل تھے اور جو ان تمام واقعات کے راوی ہیں۔ خاکسار راقم الحروف (مولانا دلاوریؒ) سے بیان کیا کہ ''میں نے اپنے آنکھوں سے وہ زمانہ دیکھا۔ جب کہ ریاست ہائے جموں وکشمیر میں حکیم نورالدین کے حکم کے بغیر درخت کا پتا تک نہیں ہل سکتا تھا اور پھر وہ وقت بھی دیکھا جب کہ پولیس حکیم صاحب سے تقاضا کر رہی تھی کہ جلد یہاں سے بوریا بدھنا اٹھایئے اور حدود ریاست سے نکل جایئے۔''

تلک الایام نداولھا بین النّاس! (رئیس قادیان ص۵۱۲تا۵۱۸)

دو کتابوں کی تلاش

حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم کی دو کتابیں:......۱: معیار الحق، ۲......سوانح کربلا ان کی تلاش ہے۔ بہت کوشش کے باوجود ان کا سراغ نہیں مل رہا۔ اہل علم میں سے کوئی ان تک رسائی کی سبیل بنادیں تو ہم انہیں شائع کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ توجہ درکار ہے۔ اس کو وٹس ایپ پر اور پیغامات میں خوب پھیلائیں ...... شکریہ فقیر: اللہ وسایا ملتان

رابطہ نمبر 0300-7314337 وائس ایپ نمبر 0301-7904257

قادیانیوں کی تازہ شرارت جو ناکام بنادی گئی

مولانا عبدالعزیز لاشاری

شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خان کا مشہور و معروف قصبہ ہے۔ سابقہ دور میں یہ قصبہ قادیانیوں کی آماج گاہ بنا ہوا تھا۔ اللہ دتہ جالندھری قادیانی اور مولانا لال حسین اخترؒ کے درمیان ایک مناظرہ بھی ہوا تھا۔ قادیانیوں کے عقائد یہاں کے مسلمانوں کو معلوم ہوگئے مسلمانوں کے اندر قادیانیوں کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ ۱۹۸۷ء میں شادن لنڈ کے قادیانی اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہتے تھے بروقت مسلمان ہوشیار ہوگئے پورا شادن لنڈ سراپا احتجاج بن گیا۔ قادیانی اپنا مردہ ڈیرہ غازی خان اپنی مرگھٹ کی طرف لے گئے۔ اس سے پہلے تحصیل تونسہ ڈیرہ غازی خان میں کئی واقعات ہو چکے تھے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیا گیا۔ ان واقعات کو دیکھ کر شادن لنڈ کے سرکردہ قادیانی غلام حیدر خان حیدرانی بلوچ چونک اٹھا۔ اللہ پاک نے اِن کے مقدر میں ہدایت کی فکر پیدا کردی۔

یہی غلام حیدر خان مولانا محمد بخش بزدار (مرحوم) خطیب جامع مسجد مدنی کے پاس پہنچ گیا۔ قادیانیت چھوڑنے کا اظہار کیا مولانا محمد بخش بزدار، مولانا صوفی اللہ وسایا (مرحوم مغفور) نے اِس قصبہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا یہ کانفرنس خواجہِ خواجگان خواجہ خان محمدؒ کی صدارت میں ہوئی یہی سردار غلام حیدر حیدرانی بلوچ سمیت کئی افراد نے قادیانیت سے برأت کا اعلان کیا۔ غلام حیدر خان حیدرانی بلوچ نے کانفرنس میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس قصبہ میں قادیانیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ چار پانچ قادیانی گھر بچ گئے۔ کچھ شادن لنڈ چھوڑ کر فرار ہوگئے کچھ دب کر رہ گئے۔ ان میں سے غلام فرید قادیانی کا گھرانہ ایسا ہے جن کی ایک لڑکی مسلمان ہو کر مسلمان مرد کے ساتھ شادی کر لی۔ ان کے ایک لڑکے مسعود احمد نے مسلمانوں کی مساجد میں نمازیں شروع کردیں۔ کبھی کبھی مساجد میں اذانیں بھی شروع کردیں مگر باقاعدہ مسلمان ہونے کا اعلان نہ کیا۔ اس کے اس رویہ کو مقامی مسلمان مشکوک نظروں سے دیکھتے رہے۔ اس لڑکے کے رشتہ ازدواج کے لئے اس کی قادیانی والدہ اور ماموں قادیانی شادن لنڈ کے قریبی گاؤں سنجر سیداں میں منظور احمد ولد اللہ بخش قوم موہانہ کے گھر آنا جانا شروع کردیا۔ اس منظور احمد نے اپنی لڑکی کی رشتہ کے لئے ہاں بھی کردی مگر اِس لڑکے مسعود احمد کی والدہ نے کہہ دیا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ اس سادہ لوح مسلمان نے ایسے الفاظ زندگی میں پہلی دفعہ سنے اہل محلّہ

سے پوچھ گچھ شروع کی تو معلوم ہوا یہ لوگ قادیانی اور مرزائی ہیں منظور احمد نے ان کی اس پوزیشن کو دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ دینے سے صاف انکار کر دیا۔

۲۵ مئی ۲۰۲۱ء دن دس بجے تونسہ شریف سے روزنامہ المنظور کے چیف ایڈیٹر اور المنظور نیوز چینل HD کے مالک ملک منصور احمد نے مجھے (عبدالعزیز لاشاری امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ) فون کیا کہ آپ فوراً تونسہ شریف آئیں مسلمان وقادیانی کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے اِس بارے میں آپ کی ضرورت ہے۔ جلد از جلد المنظور نیوز چینل کے دفتر میں پہنچے تو وہاں منظور احمد موہانہ اپنے عزیز اقارب کے ساتھ آیا ہوا تھا رونا چلانا شروع کر دیا۔ اپنی تحریری اور زبانی داستان سنائی کہ جب میں نے اِن قادیانیوں کو رشتہ سے انکار کیا تو مسعود احمد نے مجھے دھمکیاں دینی شروع کر دی میرے پاس چٹ بھی بھیجی کہ تم نے اگر رشتہ نہ دیا تو ہم تمہاری لڑکی کو اغوا کر لیں گے یا موقع پا کر اُس پر تیزاب پھینک کر بدصورت بنا دیں گے۔

عید کے دوسرے دن ۱۴ مئی ۲۰۲۱ء جمعہ نماز پڑھنے کے لئے میں گھر سے نکلا تو دیکھا یہ مسعود احمد اپنے تین دوستوں سمیت میرے گھر کے قریب کھڑا ہے اور ایک موبائل فون میرے گھر میں پھینکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مجھے ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔ اہل محلّہ ہمارا شور سن کر اکھٹے ہو گئے ان حملہ آور لڑکوں کی پٹائی کی اور موٹر سائیکل اور موبائل بھی توڑ دیا۔ بیچ بچاؤ کر کے ان کو سید سلیم شاہ کے ڈیرے پر اہل محلّہ لے گئے۔ سید سلیم شاہ نے پولیس کو فون کیا۔ پولیس ان کو اٹھا کر تھانہ لے گئی۔ مگر شام کو پولیس نے ان مجرموں کو چھوڑ دیا اور الٹا ہمیں دھمکیاں دیں کہ آپس میں فیصلہ کر لو اور موٹر سائیکل وموبائل کی قیمت بھی دو۔ ہم غریب آدمی ہیں۔ سبزی فروشی کا کام کرتے ہیں۔

شادن لُنڈ مویشی منڈی میں محنت مزدوری سے بھی ان لوگوں نے ہمیں روک دیا۔ سنجر سیدان کے معزز زمین دار سید عبدالرؤف شاہ نے ہمیں المنظور دفتر میں دادرسی کے لئے بھیجا اور المنظور والوں نے ہمارے تعاون کے لئے آپ کو تکلیف دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے آپ نمائندہ ہیں۔ ہمارے ساتھ حضور کریم ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے تعاون کریں۔ بندہ نے ان کو تسلی دی اور اپنی جماعت کے دوستوں مولانا مصطفیٰ اشعری، حکیم عبدالرحمٰن جعفر کو فوراً بلوایا اور اس مظلوم مسلمان کو اپنے ساتھ بٹھا کر ہنگامی پریس کانفرنس طلب کی۔ تونسہ شریف کی صحافی برادری کے سامنے بیان کیا کہ ہم ہر صورت میں اس مسلمان کی امداد کریں گے۔ حملہ آور لوگوں سے کبھی مرعوب نہیں ہوں گے۔ پولیس کے رویہ پر کڑی تنقید کی اور ان کو خبردار کیا کہ ان مظلوموں کو انصاف دیا جائے۔ ورنہ ہم تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو دعوت دے کر شادن لُنڈ میں ختم نبوت کانفرنس کریں گے۔

اس واقعہ کی اطلاع بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالرشید سیفی کو دی گئی وہ بھی فوراً

المنظور کے دفتر میں آ گئے۔ عالمی مجلس کے ذمہ داروں کو یقین دلایا کہ ہم ہر وقت ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ المنظور چینل نے جب یہ پریس کانفرنس نشر کی تو پولیس میں کھلبلی مچ گئی۔ آناً فاناً یہ خبر علاقہ بھر کے لاکھوں لوگوں تک پہنچ گئی۔ پولیس بار بار کوشش کرتی رہی کہ اس چینل کی خبروں کو روکا جائے۔ ملک منصور احمد چینل کے مالک نے کہا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ قادیانی ہمارے چینل کی خبر کو ہر قیمت روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس واقع کی اطلاع مولانا امان اللہ قیصرانی امیر جمعیت علماء اسلام کو دی گئی۔ انہوں نے فوراً تحصیل بھر کی دینی قیادت کا ہنگامی اجلاس اگلے روز اپنے مدرسہ علوم القرآن تونسہ شریف میں طلب کرلیا۔ ضلع بھر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کی طرف سے فون پر اظہار یکجہتی، اظہار ہمدردی کی یقین دہانیاں آنے لگیں۔ ادھر پولیس افسران نے بھی دوسرے دن ایک بجے عالمی مجلس ختم نبوت کے نمائندوں، مدعی اور مدعلیہ کو ایک بجے کا ٹائم دیا کہ ہم از سرِ نو تحقیقات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

علماء کرام کی میٹنگ بارہ بجے دن مولانا امان اللہ قیصرانی کی زیر صدارت ہوئی جس میں راقم الحروف کے علاوہ مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، مولانا عبیدالرحمٰن عثمانی، قاری حسنین معاویہ، مولانا محمد شعیب سیال، مولانا جابر سیال، حکیم عبدالرحیم جعفر، قاری عبدالخالق شادن لُنڈ کے ذمہ دار قاری اللہ وسایا رحیمی اور مدعی اور مدعلیہ کی دونوں پارٹیوں کے سربراہ، سردار طارق خان سیہانی بلوچ، سید عبدالرؤف شاہ اور ملک منصور احمد معززین شہر کے ساتھ اجلاس میں شریک ہوئے۔ ملزم مسعود احمد نے بھی مقامی جماعت ختم نبوت شادن لُنڈ سے رابطہ قائم کیا کہ میں مسلمان ہوں۔ ہر قسم کا حلف اسٹام دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر میرے والدین اور عزیز رشتہ دار قادیانی ہیں۔ یہ مسعود احمد کو بھی اسی اجلاس میں طلب کیا گیا۔ جب اس نے اپنا حلفی اسٹام پیش کیا تو دینی قیادت نے اسٹام مسترد کردیا اور فیصلہ کیا کہ شادن لُنڈ کے مقامی علماء اور مقامی جماعت ہی صحیح فیصلہ کرسکتی کہ آپ مسلمان ہیں یا نہیں۔ جبکہ آپ کی والدہ خود تسلیم کرچکی ہے کہ ہم قادیانی لوگ ہیں اور اس مسعود احمد نے بھی تسلیم کیا کہ میں اور میری ایک بہن کے سواء باقی سب خاندان قادیانی ہے۔

مدعلیہ پارٹی اور حملہ آور لوگوں کو مولانا امان اللہ قیصرانی نے بتایا کہ ہم ہر حالت میں مسلمان منظور احمد کو لاوارث نہیں چھوڑیں گے اور اس منظور احمد کے لئے حضور کریم ﷺ کا ہر امتی اس کا وارث ہے۔ اگر اب تم نے اس سے چھیڑ خانی کی تو ہم تمام مسلمان شادن لُنڈ اور ضلع بھر کے تمام روڈوں کو بلاک کردیں گے۔

اجلاس میں تمام مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مدعی اور مدعلیہ کے سربراہان سردار طارق خان سیہانی، سید عبدالرؤف شاہ کو بااتفاق ثالث مقرر کیا گیا اور یہ تمام حالات کا جائزہ لے کر مظلوم مسلمان منظور احمد کی حق رسی کی جائے اور نوجوانوں کو تنبیہ کی جائے کہ آئندہ اس قسم کی حرکت سے باز رہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتب کا آنا ضروری ہے ...... تبصرہ نگار: مولانا اللہ وسایا

انواع کتب حدیث کا تعارف: مصنف: مولانا محمد نعمان استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی: ضخامت: ۲ جلدیں، جلد اوّل صفحات ۵۲۰۔ جلد دوم صفحات ۴۴۸: کل صفحات ہر دو جلد ۹۶۸: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبۃ المتین!

ٹائٹل پر خود مؤلف نے اس کتاب کا یہ تعارف دیا ہے ''اس کتاب میں علم حدیث، فن اسماء الرجال اور دیگر ۱۰۴ موضوعات پر متقدمین ومتاخرین کی دو ہزار سے زائد کتابوں کا مختصر تعارف نیز امہات الکتب اور ان کی شروح، حواشی، تعلیقات، اختصارات اور منظومات کا بھی ذکر ہے۔ ہر نوع پر لکھی گئی عربی کتب کے ساتھ اردو کتب کا بھی تعارف شامل ہے۔ اردو زبان میں اپنے موضوع پر لکھی گئی ایک منفرد علمی وتحقیقی کاوش، طباعت واشاعت کی خوبیوں کو لئے ہوئے ہے۔

مواعظ جمعہ چہار جلد: صفحات جلد اول: ۳۳۶: جلد دوم: ۲۷۲: جلد سوم: ۳۰۴: جلد چہارم: ۳۲۰: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتا: مکتبہ عمر بن الخطاب ٹی چوک، شاہ رکن عالم کالونی ملتان!

خطیب اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا کریم بخش بانی ومہتمم جامعہ عمر بن الخطاب کے خطبہ جمعہ کی بارہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل چار جلدیں اس وقت سامنے ہیں۔ پہلی جلد میں آنحضرت کی ازواج مطہرات۔ صاحبزادیاں۔ نواسے نواسیوں کی پاکیزہ سیرت وکردار کا جدا جدا تفصیلی اور باحوالہ تذکرہ ہے۔ دوسری جلد میں محرم الحرام کے فضائل وبرکات اور اس کے متعلق مباحث ومسائل کی مدلل تصریحات ہیں۔ تیسری جلد میں آنحضرت ﷺ کے شمائل وخصائل کی باحوالہ تسلسل کے ساتھ تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ کہ مطالعہ کے دوران آنحضرت ﷺ کا سراپا سامنے آجاتا ہے۔ سبحان اللہ! چوتھی جلد میں سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ زینب، اور سیدہ ام سلمہ کے فضائل ومناقب، مقام ورتبہ اور ان کی سیرت وکردار کا پرنور تذکرہ شامل کیا گیا۔ ان خطبات کی ثقاہت کیلئے حضرت المخدوم شیخ الحدیث مولانا کریم بخش کا اسم گرامی کافی ہے۔ اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ تمام جلدوں کی تخریج کردی گئی ہے۔ اب ایک مستند علمی دستاویز ہے جو تمام خطباء بہت ہی تسلی کے ساتھ اس کو چہار دانگ عالم میں پھیلا سکتے ہیں۔

رموز انقلاب: مصنف: وسیم اکرم قاسمی: صفحات: ۱۵۲: قیمت: ۱۲۰روپے ملنے کا پتہ: وسیم اکرم قاسمی کرک خیبر پختون خواہ: 0342-4647452!

مؤلف جمعیت طلباء اسلام ضلع کرک کے رہنما ہیں۔ جمعیت طلباء اسلام کے رفقاء کی تربیت کیلئے آپ نے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ حصہ اول نظریاتی اور فکری جنگ کا تعارف حصہ دوم انقلاب کا تعارف حصہ سوم میں تنظیم سازی۔ خاتمہ میں جمعیت طلباء اسلام کا تعارف خدمات اور اہداف۔ ضمیمہ میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا جمعیت طلباء اسلام کے تربیتی کنونشن سے خطاب کا متن۔ آخر میں اکابرین جمعیت علماء اسلام کی نظر میں جمعیت طلباء اسلام پاکستان کا عنوان قائم کیا گیا۔ آخر پر ایک نظم ہے۔ خوشی ہے کہ مؤلف نے اس موضوع کا حق ادا کرنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا امید ہے کہ نظریاتی رفقاء کیلئے یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوگی اور یہی اس کتاب کا منشاء ہے۔ طباعت و کاغذ ٹائٹل دیدہ زیب و جاذب نظر ہے۔

خطبات عرفان: افادات: مولانا عرفان الحق حقانی: صفحات: ۴۶۴: قیمت: درج نہیں: رابطہ کے لئے: 0333-9102368: ناشر: موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ خیبر پختونخواہ

مولانا عرفان الحق حقانی خانوادہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے چشم و چراغ ہیں۔ یہ کتاب ان کے خطبات پر مشتمل ہے۔ اس کے سات ابواب ہیں: ۱۔ سیرت طیبہ، ۲۔ خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب، ۳۔ عبادات، ۴۔ فضیلت علم، ۵۔ احیائے اسلام، ۶۔ عورت پر اسلام کے احسانات، ۷۔ ایمانی غیرت کے تقاضے۔ آپ نے جس موضوع کو لیا ہے اس پر جامع مدلل گفتگو کی ہے۔ خطباء کے لئے سوغات ہے۔

القصیدۃ الکبریٰ: مؤلف: محمد عبدالحق غورغشتوی: صفحات: ۳۲: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتا: علوی اکیڈمی غرشین!

ادب کسی زبان میں ہو، جدید ہو یا قدیم، اظہار مافی الضمیر کا آلہ ہے۔ خوش بخت ہیں وہ ادیب جن کی تمام تر ادبی صلاحیتیں حضرت امام الانبیاء، فخر رسل سیدنا و مولانا محمد ﷺ کی حمد و ثناء میں صرف ہوں۔ ان خوش بختوں میں سے ایک اس کتاب کے مؤلف مولانا عبدالحق غورغشتی ہیں۔ یہ کتابچہ ۴۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ ان اشعار کا قافیہ لام ہے۔ ہر شعر کے نیچے ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ اس کے شروع میں دیار حبیب ﷺ کا تذکرہ اور درمیان میں سیرت طیبہ کا تذکرہ اور درود و سلام اور دعائیں موجود ہیں۔ یہ اشعار بہت ہی عمدہ ذوق سے زیب قرطاس ہوئے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے صاحب سیرت ﷺ سے محبت کا جذبہ و رغبت بیدار ہوگی۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سہ ماہی اجلاس مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مبلغین حضرات کا اجلاس ۲۰، ۲۱ مئی ۲۰۲۱ء کو مرکزی دفتر ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے کی۔ اجلاس میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ تحفظ ختم نبوت کے قوانین اور قانون تحفظ ناموس رسالت کی بقا کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ اسلامیان پاکستان کے دینی و بنیادی عقائد کے معاملات میں مغرب، یورپی یونین کی مداخلت کو آزادی اظہار رائے اور مذہبی آزادی کے خلاف قرار دے کر ان کی اسلام و ملک دشمن مداخلت کی بھرپور مذمت کی گئی اور اسے بدنیتی قرار دیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دشمنان ختم نبوت کی ارتدادی سرگرمیوں سے باخبر اور ان کے تدارک کے لئے بیداری کے ساتھ ساتھ ہم سب کو اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا اور عقیدہ ختم نبوت کی ترویج و اشاعت کے لئے سوشل میڈیا سمیت تمام ممکنہ ذرائع اختیار کرنا ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں محافظین ختم نبوت کی پرامن تبلیغی جدوجہد سے سینکڑوں قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ہم نے ہمیشہ عدم تشدد کا راستہ اختیار کرتے ہوئے ناموس رسالت اور ختم نبوت کا تحفظ یقینی بنایا ہے۔ ایوان اقتدار کی راہداریوں میں چھپے ہوئے قادیانی بعض سیاسی شخصیات کو علماء کرام اور دینی مدارس کے خلاف بطور مہرہ کے استعمال کررہے ہیں۔ دینی مدارس اور علماء کرام کو دیوار سے لگانے کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

اجلاس میں قراردادوں کے ذریعے یورپی یونین کی قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم نبوت کے مطالبہ کی پرزور مذمت کی گئی اور کہا گیا قانون تحفظ ناموس رسالت اقلیتوں کے تحفظ اور حقوق کی ضمانت ہے۔

قبلہ اول مسجد اقصیٰ اور فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی جارحیت و بربریت کی پرزور مذمت کی گئی۔

ستاون اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی بے حسی سے دنیا بھر کے مسلمان ظلم وتشدد کا شکار ہیں اور ان کی نسل کشی کی جارہی ہے او۔آئی۔سی کو سی۔بی۔یو سے نکل کر سلطان صلاح الدین ایوبی کا کردار ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

تعلیمی اداروں کے نصاب کی کتابوں سے دین اسلام سے متعلق مضامین کے اخراج کے فیصلہ کی مذمت کی گئی اور ایسے فیصلہ کرنے والوں کو ملک وملت کا دشمن قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ ایسے فیصلے نہ کئے جائیں جن سے ملک میں افراتفری اور لا اینڈ آرڈر کی صورت حال مخدوش ہو۔ دینی مدارس، مساجد، خانقاہوں، مزارات اور وقف املاک سے متعلق کابینہ کے فیصلہ کی بھی مذمت کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ رواں ہفتہ میں وفاق المدارس العربیہ کے اجلاس میں جو فیصلے ہوں گے، مجلس ان فیصلوں کی پابندی کرے گی۔

مجلس کے مبلغین نے ملتان کی دو درجن سے زائد مساجد میں جمعتہ المبارک کے خطبات اور مظاہروں میں اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کی۔

چوک سرور شہید میں قادیانی عبادت خانے کے مینار اور محراب مسمار

چوک سرور شہید کے قریب چک نمبر۶۰۴ میں واقع قادیانی عبادت گاہ سے پولیس نے مینار اور محراب اور قادیانی مرگھٹ سے کتبے کو مسمار کردیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر مذہبی وسیاسی جماعتوں کے مطالبہ پر ڈی ایس پی ملک اللہ یار سیفی اور ایس ایچ او نے کامیاب کاروائی کرکے امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء پر عمل درآمد کرکے آئین پاکستان کو تحفظ فراہم کیا، یہ کاروائی کرکے اہلیان پاکستان کے دل جیت لئے۔

فیصل آباد میں ایک خاتون کا قادیانیت سے تائب ہوکر قبول اسلام

لیبرٹی مارکیٹ خیابان نمبر۱ فیصل آباد کی رہائشی ایک خاتون صوبیہ شاہد زوجہ شاہد احمد قمر نے ۲۳ر مئی ۲۰۲۱ء کو قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے سچے دل سے اسلام قبول کرلیا۔ محترمہ نے محمد فیصل رشید، عامر خواداور ماریہ نصرت کو گواہ بناتے ہوئے عالمی مجلس فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور یہ اقرار کیا کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت کی صبح تک کوئی نیا نبی اس دنیا میں نہیں آئے گا، قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا۔ نومسلمہ نے یہ بھی کہا کہ میں مرزا غلام قادیانی کو اس کے تمام دعوؤں میں جھوٹا سمجھتے ہوئے اسے دجال، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہوں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام کارکنان کی طرف سے مبارک باد پیش کی گئی۔

فیصل آباد میں ایک اور مرد کا قادیانیت سے تائب ہوکر قبول اسلام

۳۰ مئی ۲۰۲۱ء کو مسعود آباد فیصل آباد کے ایک اور رہائشی محمود احمد ولد محمد اسحاق نے قاری علی احمد معاویہ، حاجی مشتاق احمد اور عمر فاروق کو گواہ بناتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالرشید

غازی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ محمود احمد نے زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ حلفیہ بیان بھی لکھ کر دیا کہ وہ اپنے پورے ہوش وحواس سے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ غیر مشروط طور پر اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ نومسلم نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی نبوت کے بعد مرزا غلام قادیانی سمیت تمام مدعیان نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کرتا ہوں۔ اس موقع پر مولانا سید خبیب احمد شاہ، میاں عبدالرحمٰن اور بھائی انعام سمیت کئی حضرات موجود تھے۔

حاجی غلام عباس کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص کارکن سانواں شہر کے رہائشی حاجی غلام عباس ۲۷رفروری ۲۰۲۱ء تین بجے علی الصبح انتقال کر گئے۔ ۱۹۷۲ء کو چاہ شاہ والا سانواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے، آپ نیک سیرت انسان تھے، علماء کرام، مساجد ومدارس اور دیندار لوگوں سے عقیدت رکھتے تھے، مشن ختم نبوت سے خاص لگاؤ تھا، قادیانیت کی نفرت رگ رگ میں تھی جس کا اظہار اس طرح کیا کہ آپ کا سانواں شہر صدیق اکبر چوک، المعروف بکھی چوک پر، ،سپر چسکا ہوٹل،، تھا جس کے کاؤنٹر پر فلیکس آویزاں کیا، جس پر یہ عبارت تحریر کروائی: ’’قادیانی پہلے اسلام میں داخل ہوں پھر دکان میں۔‘‘ ۲۷رفروری کو گیارہ بجے مفتی محمد سجاد کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ نے ورثاء سے اظہار تعزیت کی۔

صوفی عبدالستار کوٹ ادو کا وصال

ضلع مظفر گڑھ کوٹ ادو شہر کے رہائشی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص دیرینہ ساتھی صوفی عبدالستار ۱۶مئی ۲۰۲۱ء کو انتقال کر گئے۔ ۱۹۳۸ء میں ضلع روہتک انڈیا میں پیدا ہوئے، ہجرت کر کے پاکستان کوٹ ادو شہر میں آباد ہوئے، مولنا عبدالجلیل مظاہر العلوم سے کچھ کتب پڑھیں آپ جامع مسجد مکہ میں ایک عرصہ تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں شریک رہے اور گرفتاری دی جیل کاٹی ۱۷مئی صبح ساڑھے دس بجے کوٹ ادو اسٹیڈیم میں مولانا عبدالجلیل کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرحوم کی وفات پر صدمہ اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے۔

مولانا مفتی محمد مطہر شاہ کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاٹنگ ضلع مردان کے سرپرست اور وفاق المدارس مردان کے مسئول مفتی محمد مطہر شاہ ۲۴مئی ۲۰۲۱ء کو انتقال کر گ ۲۵مئی کو جامعہ قاسم العلوم کٹی گڑھی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برابر کی شریک غم ہے۔ اللہ کریم مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	250
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1000
6	تحریک ختم نبوت 10 جلد مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
8	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
9	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
10	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
11	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
12	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
13	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
14	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
15	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 9 تا 14 (فی جلد)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	250
16	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
17	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
18	گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
19	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	120
20	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	120
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	120
22	سیرت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
23	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	150
24	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	400
25	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
26	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دو جلدیں)	رسائل اکابرین	400
27	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ ، مولانا قاضی احسان احمد	120
28	ختم نبوت کورس	مفتی مصطفیٰ عزیز	150

نوٹ:۔۔۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:۔۔۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

ان شاء اللہ

30 ستمبر 2021

فقید المثال عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

عیدگاہ سرگودھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا

ان شاء اللہ

7 اکتوبر 2021

فقید المثال عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

قلعہ کہنہ باغ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

ان شاء اللہ

28,29 بروز جمعرات جمعۃ المبارک اکتوبر 2021

40 ویں فقید المثال عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

مسلم کالونی چناب نگر

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486
چناب نگر 047-6212611

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

ان شاء اللہ

فقید المثال

عظیم الشان

ختم نبوّۃ کانفرنس

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ
مُنعقد ہو رہی ہے

6 ستمبر
2021

لیاقت باغ راولپنڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت راولپنڈی

ان شاء اللہ

فقید المثال

عظیم الشان

ختم نبوّۃ کانفرنس

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ
مُنعقد ہو رہی ہے

7 ستمبر
2021

مینار پاکستان لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت لاہور

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

قیمت سالانہ -/240 روپے